محرابِ عقیدت

(مناقب وقصائد)

حلیم حاذق

محرابِ عقیدت

حلیم حاذق

MEHRAB-E-AQEEDAT

(A Collection of Manaqib & Qasayed)

By :

HALIM HAZIQUE

حلیم حاذق کی تصنیفات وتالیفات

نمبر	کتاب		تفصیل	سال
(1)	مرکزِ نور	:	نعتوں کا مجموعہ	1985ء
(2)	فروغِ تجلی	:	غیر مسلم شعراء کی نعتوں کا مجموعہ	1988ء
(3)	انمول نعتیں	:	معروف شعرا کی نعتوں کا انتخاب	1989ء
(4)	زنداں بدوش	:	حضرت حاذق انصاری کا مجموعۂ کلام	2000ء
(5)	مطلعِ انوار	:	حضرت حامی گورکھپوری کی نعتوں کا انتخاب	2002ء
(6)	لوحِ افکار	:	نعتوں کا مجموعہ	2001ء
(7)	آگہی گر نہیں	:	کلیم حاذق کے تنقیدی مقالات کا انتخاب	2005ء
(8)	ارمغانِ حبیب	:	طرحی نعتیہ مشاعرہ کا پچیس سالہ انتخاب	2005ء
(9)	اصول نعت گوئی	:	تحقیقی وتنقیدی مقالات	2009ء
(10)	معین الدین ماجدؔ	:	شخصیت اور شاعری (مع انتخابِ کلام)	2009ء
(11)	مغربی بنگال میں صومیہ نگاری	:	مع انتخاب قصائد ماہِ صیام	2010ء
(12)	کشتِ سخن	:	غزلوں کا مجموعہ	2013ء
(13)	ایک نور کی لکیر	:	(نعتوں کا مجموعہ: حبیب ہاشمی)	2021ء
(14)	آرزوؤں کی ہری شاخ	:	(غزلوں کا مجموعہ: حبیب ہاشمی)	2022ء

منتظر اشاعت کتابیں

(1) حاذق انصاری: فن اور شخصیت

(2) قیامتِ صغریٰ (داستانِ کربلا)

(3) کھٰیٰعص (نعتیہ مجموعہ)

محراب عقیدت

(مناقب و قصائد)

اصحابِ کبار، اہلِ بیت اطہار، اولیائے باوقار

حلیم حاذق

ترتیب و تہذیب

اسد اقبال کلکتوی

جملہ حقوق محفوظ بحق مصنف

کتاب کا نام	:	**محراب عقیدت**
مصنف	:	حلیم حاذق
صفحات	:	184
سال اشاعت	:	2022ء
تعداد اشاعت	:	500
قیمت	:	300/- روپے
تہذیب و ترتیب	:	اسد اقبال
زیر حمایت	:	مجلس علمائے اسلام مغربی بنگال
معاونت	:	تحریکِ خاکسارانِ حق (مرکزی ہوڑہ)
پیش کش	:	عدنان رضا قادری
پروف ریڈنگ	:	حافظ حسان محمد، حافظ ذیشان متھراوی
کمپوزنگ	:	فضیل احمد
تقسیم کار	:	ریڈرس اینڈ رائٹرس فورم/ کاشانۂ حاذق 87/فیل خانہ سکنڈ لین، ہوڑہ-711101
مطبع	:	ڈائمنڈ آرٹ پریس 37A/بینٹنک اسٹریٹ کلکتہ-69

MEHRAB-E-AQEEDAT

By : **HALIM HAZIQUE**
87, Pilkhana 2nd Lane, Howrah - 711101
Mobile : 9433313724

نذرِ عقیدت و محبت

ساداتِ اجمیر شریف	ساداتِ بلگرام شریف
ساداتِ مارہرہ شریف	ساداتِ کچھوچھہ شریف
ساداتِ کالپی شریف	ساداتِ مسولی شریف
ساداتِ صفی پور شریف	ساداتِ قاضی پور، فتح پور شریف
ساداتِ دھام نگر شریف	ساداتِ اجھر شریف
ساداتِ بہار شریف	ساداتِ بنگالہ

اور جملہ ساداتِ کرام کے نام

برائے نذر و ایصالِ ثواب

اہلِ بیت اطہار ☆ امہات المومنین ☆ خلفائے راشدین ☆

تابعین و تبع تابعین ☆ ائمہ مجتہدین ☆ اولیائے کاملین ☆ علمائے دینِ متین

و جملہ مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات اور

☆ والدین کریمین

کی بارگاہوں میں تحفہ نیاز

مصنف ایک نظر میں

نام	:	محامد اصغر
قلمی نام	:	حلیم حاذق
والدین	:	محترمہ زمرد فاطمہ، محترم حاذق انصاری (مرحوم)
ولادت	:	۱۹۶۶ء
جائے پیدائش	:	فیل خانہ، ہوڑہ-۱
مستقل سکونت	:	۸۷/ فیل خانہ سکنڈ لین، ہوڑہ-۱ (مغربی بنگال)

تصنیفات و تالیفات

۱)	مرکزِ نور	نعتوں کا مجموعہ	۱۹۸۵
۲)	فروغِ تجلی	غیر مسلم شعرا کی نعتوں کا انتخاب	۱۹۸۸
۳)	انمول نعتیں	معروف شعرا کی نعتوں کا انتخاب	۱۹۸۹
۴)	زنداں بدوش	حضرت حاذق انصاری کا مجموعہ کلام	۲۰۰۰
۵)	مطلعِ انوار	حضرت حامی گورکھپوری کی نعتوں کا انتخاب	۲۰۰۱
۶)	لوحِ افکار	نعتوں کا مجموعہ	۲۰۰۱
۷)	آگہی گر نہیں	کلیم حاذق کے تنقیدی مقالات کا انتخاب	۲۰۰۳
۸)	ارمغانِ حبیب	طرحی نعتیہ مشاعرہ کا پچیس سالہ انتخاب	۲۰۰۵
۹)	اصولِ نعت گوئی	تحقیقی و تنقیدی مقالات	۲۰۰۹
۱۰)	معین الدین ماجدؔ	شخصیت اور شاعری (مع انتخاب کلام)	۲۰۱۰
۱۱)	مغربی بنگال میں صومیہ نگاری	مع انتخاب قصائد ماہِ صیام	۲۰۱۰
۱۲)	کشتِ سخن	غزلوں کا مجموعہ	۲۰۱۳
۱۳)	تجلیاتِ صومیہ	صومیہ قصائد کا مجموعہ	۲۰۱۷
۱۴)	ایک نور کی لکیر (نعتوں کا مجموعہ: حبیب ہاشمی)		۲۰۲۱
۱۵)	آرزوؤں کی ہری شاخ (غزلوں کا مجموعہ: حبیب ہاشمی)		۲۰۲۲

منتظر اشاعت کتابیں

۱) حاذق انصاری فن اور شخصیت

۲) قیامتِ صغریٰ (داستانِ کربلا)

حلیم حاذق احوال و آثار

ڈاکٹر محمد سلیم
ڈیرہ غازی خان پنجاب (پاکستان)
تلخیص: **اسد اقبال کلکتوی**

مختصر تعارف:

حلیم حاذق شاعر ابنِ شاعر ہیں۔ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ایک عالم باعمل، نقیبِ محافل، بے باک خطیب، شاعر، ماہر نثار اور نعتیہ شاعری کے نقاد بھی ہیں۔ حلیم حاذق کی شخصیت کے مطالعہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے گلستانِ ادب کی بوئے گل دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے جس سے اُردو ادب کے نا صرف نو واردانِ سخن بل کہ اساتذہ فن کی بھی ایک جماعت سکون محسوس کر رہی ہے۔

نام: آپ کا خاندانی نام محامد اصغر علی ہے مگر دنیائے علم و ادب میں آپ حلیم حاذقؔ کے نام سے اُردو اَدب کو سیراب کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ان کے خاندانی نام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد گرامی بھی ایک مذہبی انسان تھے کہ انھوں نے اپنے لختِ جگر کا نام نامی اِسلامی نظریہ کے تحت رکھا ہے۔

ولادت: محامد علی اصغر المعروف حلیم حاذق یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو ضلع ہوڑہ، محلہ فیل خانہ، صوبہ مغربی بنگال، بھارت میں حضرتِ گرامی حضرت محمد یونس المعروف حاذقؔ انصاری کے یہاں

محترمہ مخدومہ زمّرد فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کے والدِ محترم اپنے زمانے کے مشہور شاعر اور ادیب و صحافی بھی تھے۔ ان کے والد گرامی کی شخصیت و خدمات کے بارے میں شبیر ذوالمنان رقم طراز ہیں:

''ارضِ بنگال کے معروف قابلِ قدر استاد شاعر خلد آشیانی
حضرت حاذقؔ انصاری کے لختِ جگر حلیم حاذق ہمہ جہت
شخصیت کے مالک ہیں۔''

آبائی وطن: حلیم حاذق کے خاندان کا تعلق جون پور' اُتر پردیش' بھارت سے تھا۔ ان کے والد گرامی نے کاروبار کے سلسلہ میں جون پور، اُتر پردیش بھارت سے ہجرت کر کے ضلع ہوڑہ، صوبہ مغربی بنگال میں ہجرت کر آئے اور حلیم حاذق کی پیدائش بھی ضلع ہوڑہ، محلہ فیل خانہ صوبہ مغربی بنگال، بھارت میں ہوئی۔ حلیم حاذق نے بھی اپنے والد کے مقامِ ہجرت کو بطور توطّن اختیار کیا ہوا ہے۔

تعلیم: حلیم حاذق نے ایک علمی ادبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ان کے والد شاعر و ادیب تھے اور اُن کی والدہ کا تعلق بھی ایک علمی و عملی اور ادبی گھرانے سے تھا۔ اِس طرح حلیم حاذق کی تربیت شروع ہی سے ایک علمی خانوادہ میں ہوئی۔ حلیم حاذق نے ''جامعہ اُردو علی گڑھ'' سے ''ادیبِ کامل'' اور ''مدرسہ بورڈ'' سے ''عالمیت'' کی سند حاصل کی۔ یوں انھیں اُردو، فارسی اور عربی زبان پر ایک حد تک دسترس رکھتے ہیں۔ نازاں فیضی ان کی علمیت اور عالی مرتبت سے متعلق لکھتے ہیں:

''حلیم حاذق اہلسنت کے ادبی ماحول میں ایک مشہور و معروف
شخصیت کا نام ہے۔ مذہبی کانفرنسوں اور نعتیہ مشاعروں میں باغ
و بہار کی سی نظامت فرماتے ہیں۔ سُنی علماء میں حد درجہ مقبول
ہیں۔''

شادی: حلیم حاذق کی شادی ۲۸ جنوری ۱۹۹۹ء کو سیما پروین امجدی دختر نیک اختر مفتیِ اعظم بنگال (شہزادۂ صدر الشریعہ، مصنف بہارِ شریعت) علامہ مفتی ثناء المصطفیٰ امجدی علیہ الرّحمۃ سے ہوئی۔ سیما پروین امجدی کے بطن سے ایک بیٹا محمد عدنان رضا امجدی قادری رضوی پیدا ہوا جو کہ تادمِ تحریر انجینئیر نگ کے طالبِ علم ہیں۔

علمی وادبی خدمات:

حلیم حاذق اپنے کام اور علمی خدمات کی وجہ سے پورے برصغیر میں پہچانے جاتے ہیں۔ان کی مذہبی ودینی اور علمی وادبی خدمات کا احاطہ نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اس راسخ العقیدہ مردِ مجاہد کا چراغِ علم تختۂ دہر پر منبعِ رُشدوہدایت ہے اور جس کی روشنی میں تپش نہیں، کشش ہے۔ان کی مذہبی ودینی خدمات سے متعلق ڈاکٹر پروفیسر سید ابوالحسنات حقی لکھتے ہیں:

> ’’فقہی امور سے انھیں گہری واقفیت ہے کہ انھوں نے اپنی ساری زندگی اسی کوچے میں بسر کی ہے۔ان بعض تصانیف اور تالیف سے بھی یہی حقیقت نمایاں وواضح ہے۔ان کے تمام موضوعات بالواسطہ یا بلاواسطہ دین اور فقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔‘‘

وہ اتنی ساری خصوصیات کے باجود کہیں سے فخر ومباہات کے پیکر نظر نہیں آتے بل کہ ان کی شخصیت میں عجز وانکساری، خوش اخلاقی ومروّت کا ایک بحرِ بیکراں ہیں۔ان کی ذات میں محبتوں کا سمندر موجزن نظر آتا ہے۔

ادبی طور پر وہ ایک مہان شخصیت ہیں۔تخلیق، تحقیق ،تدقیق اور تنقید کے جویا ہیں۔حلیم حاذق کا شعروادب سے کم سنی سے واسطہ رہا ہے۔آپ تخلیق کار، مترجم اور مرتب بھی ہیں۔اِن کے ذوق شعروادب کو اِس حوالے سے دیکھا اور پرکھا جاسکتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی اُنیس برس کی عمر میں ۱۹۸۵ کو’مرکزِ نور‘‘ کے نام سے نعتیہ مجموعہ اُردو ادب کو دان کیا۔

علاوہ ازیں حلیم حاذق نے تالیف وتدوین میں بھی نمایاں کام کیا۔’’فروغِ تجلّی‘‘ کے نام سے غیر مسلم شعرأ کی نعتوں کے انتخاب کا مجموعہ ۱۹۸۸ء کو شائع کیا اور ۱۹۸۹ء کو معروف شعرأ کی نعتوں کا انتخاب’’انمول نعتیں‘‘ کے نام سے شائع کیا۔۲۰۰۰ء میں اپنے والدِ گرامی حضرت حاذقؔ انصاری کا مجموعہ کلام بعنوان’’زنداں بدوش‘‘ کے نام سے شائع کیا۔۲۰۰۳ء کو کلیم حاذقؔ کے تنقیدی مقالات کا انتخاب’’آ گہی گر نہیں‘‘ کے نام سے شائع کیا۔’’ارمغانِ حبیب‘‘ کے نام سے طرحی نعتیہ مشاعرہ کا پچیس سالہ انتخاب کی اشاعت نہایت قابلِ ذکر ہے ۔۲۰۰۹ء کو معین الدین ماجد شخصیت اور شاعری پر گراں قدر تصنیف شائع کی اور مغربی بنگال

میں صومیہ نگاری پر ایک معتبر کتاب تصنیف کی۔اِس ادبی کام کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ حلیم حاذق عہد حاضر کے معتبر تخلیق کار اور دانش ور ہیں۔

تخلیقات:

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ حلیم حاذق ایک مذہبی اسکالر، دانش ور، ادیب، محقق اور نقاد ہیں ۔یہ تمام خصوصیات حلیم حاذق کو اپنے معاصرین میں منفرد اور ممتاز مقام پر لا کھڑا کرتی ہیں۔حلیم حاذق کے فکروفن کے حوالے سے ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ نے علامہ ارشد القادری کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ’’عزیزی حلیم حاذق اہلِ سنت کے ابھرتے ہوئے شاعر وادیب ہیں۔ان کی افکار میں فکر کی ندرت، تخیّل کی بلند پروازی، الفاظ کی خوب صورت بندشیں اور نئے اسلوبِ بیان کا حسن دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اندر شعری صلاحیت بے پناہ موجود ہے ۔میں ان کے جذبۂ عقیدت سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔میں صمیمِ قلب سے دعا کرتا ہوں کہ ان کا یہ جذبہ پروان چڑھتا رہے۔یہاں تک کہ عرش کی بلندیوں کو چھوآئے۔‘‘

یاد رہے کہ حلیم حاذق ایک جامع الصفات، ہمہ جہت شخصیت ہیں۔تخلیق کے میدان میں بھی وہ لاثانی ہیں۔ذیل میں ان کی تخلیقات کا مختلف جائزہ سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

مرکزِ نور:

کتاب’’مرکزِ نور‘‘ جیسا کے نام سے بھی ظاہر ہے یہ حلیم حاذق کا نعتیہ شاعری کا پہلا مجموعہ ہے۔یہ عرصہ حلیم حاذق کے عہدِ شباب کا تھا مگر انھوں اپنے قلم کو مدحتِ مصطفی ﷺ میں مصروف کار رکھا ہے ۔ نیز یہ کہ اس کام کو اسبابِ بخشش ومغفرت اور شفاعت کا ذریعہ سمجھا۔میرے خیال میں یہ ان خوش طالعی اور نیک بختی ہے۔

حلیم حاذق کی کتاب ہذا کو’’اعجاز بک ڈپو۔ناخدا مسجد زکریا اسٹریٹ کولکاتا نے ۱۹۸۵ء کو شائع کیا۔کتاب کی پہلی اشاعت ایک ہزار کتب کی تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب کی قیمت قارئین کی سہولت کے لیے تیس روپے معقول رکھی گئی ہے۔

لوحِ افکار:

کتاب ''لوحِ افکار'' حلیم حاذق کا دوسرا شعری مجموعہ ہے جو کہ اُن کے پہلے شعری مجموعہ ''مرکزِ نور'' کی اشاعت کے بعد سولہ برس کے توقف سے منظرِ عام پر آیا ہے۔ لیکن اس عہد میں نعتیہ شاعری کے اسالیب، ہیئتوں اور افکار کے تنوّعات نے کافی ترقی کی۔ اس عہد کی شاعری میں محاسن کے علاوہ سیرت رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے معجزات کو شعری موضوعات میں بیان کرنے کا رواج عام ہوا اور اس طرح شریعتِ اقدس سے متصادم شاعری ''نعتیہ شاعری کی تنقید'' سے دب کر رہ گئی۔ اس طرح غلو کا خاتمہ ہوا اور حمد و نعت میں امتیاز کے کئی پہلو رونما ہوئے۔

حلیم حاذق کا نعتیہ مجموعہ ''لوحِ افکار'' ایک مستند صحیفۂ نعت ہے جس کی کھنک کئی مذہبی مراکز میں گونج رہی ہے۔ ''لوحِ افکار'' کا دیباچہ ابوالحسنات حقی نے لکھا ہے۔ تاہم کتاب کی تفہیم سے متعلق ڈاکٹر کرامت علی کرامتؔ، نازاں فیضی گیاوی اور نسیم عزیزی کے مضامین اور تبصروں سے اس کتاب کے فکر و فن کے محاسن کو مزید دو چند کرتے ہیں۔ ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ اپنے محرّرہ تبصرے میں لکھتے ہیں:

> ''لوحِ افکار' حلیم حاذق کا باضابطہ پہلا اور دل کش مجموعۂ نعت ہے جو ناقدانِ فن کو دعوتِ مطالعہ دیتا ہے۔ نعت گوئی عنوان سے شاعر نے آزاد نظم کے ذریعے نعت کی تاریخی حقیقت پر اچھی فکر پیش کی ہے۔ حلیم حاذق نے نعت نویسی کے مروّجہ اسالیب اور مقبولِ عام ہیئتوں سے اپنا رشتہ قائم رکھتے ہوئے جدید اسلوب اور ہیئت کو جس طرح اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے وہ نہایت ہی قابلِ قدر ہے۔''

حلیم حاذق کا دوسرا نعتیہ شعری مجموعہ بعنوان ''لوحِ افکار'' ۵۰۰ کتب کی تعداد میں شائع ہوا۔ کتاب کا سن اشاعت ۲۰۰۱ء اور قیمتِ کتاب ۱۰۰ روپے معقول ہے۔ کتاب ہذا کے ناشر ''فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی'' ہے۔ جب کہ یہ کتاب حکومتِ اُتر پردیش، لکھنؤ (بھارت) کے مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے۔

اصولِ نعت گوئی:

''اصولِ نعت گوئی'' حلیم حاذق کی نعتیہ شاعری پر انتقاد کی ایک جامع الصّفات کتاب ہے۔ ۱۹۸۵ء کے بعد نعتیہ شاعری کے وژن (نظریہ) میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور اس عہد میں نعتیہ شاعری کے حوالے سے انتقاد بھی در آیا۔ اس میدان میں ڈاکٹر عزیز احسن (کراچی)، سید صبیح رحمانی (کراچی)، ڈاکٹر عاصیؔ کرنالی (ملتان) اور جاوید احسنؔ خان سدوزئی (دیرہ غازی خان) کی کاوشیں اس نقدِ فن روزِ روشن کی طرح نمایاں و واضح ہیں۔

علامہ حلیم حاذق ایک دانش ور سے کہیں زیادہ مذہبی اسکالر اور مبلّغ اسلام بھی ہیں۔ جن کا تعلق شریعتِ محمدی سے گہرا اور مضبوط قسم کا ہے۔ اس طرح وہ نعتیہ شاعری کے محاسن معائب سے بھی باخبر ہیں، نیز یہ کہ انھیں صحیح احادیث اور موضوع احادیث کا علم بھی ہے۔ اس ضمن میں ضرورت تھی کہ کوئی عالمِ دین اور دانشور اس موضوع پر کتاب لائے۔ اُردو نعتیہ ادب کی خوش طالعی ہے کہ اس میدان میں اس موضوع پر حلیم حاذق کی کتاب ''اصولِ نعت گوئی'' نہایت ہی جان دار موضوعات پر ایک صحیفۂ کاملہ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔

حلیم حاذق نے اپنی یہ کتاب ''مجددِ اعظم امامِ عشق محبت احمد رضا خان فاضل بریلوی، فقیہِ اعظمِ ہند حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی اور مفتیِ اعظم ہند علامہ مفتی مصطفی رضا نوری بریلوی'' کے نام معنون کی ہے۔ کتاب ہذا کا دیباچہ ڈاکٹر عزیز احسن (کراچی) نے لکھا ہے۔ تاہم سید صبیح رحمانی کا تاثراتی مضمون کتاب ''اصولِ نعت گوئی'' اور اس کے موضوعات پر بطور مستزاد اس کتاب کا حصہ ہے۔ ڈاکٹر عزیز احسنؔ ''حمدیہ و نعتیہ'' شاعری کے انتقاد پر کئی تصانیف لکھ چکے ہیں۔ اس حوالے سے حلیم حاذق نے اپنی مذکورہ کتاب ''اصولِ نعت گوئی'' کا دیباچہ ڈاکٹر عزیز احسن سے لکھوا کر ایک اچھی اور مثبت پیش رفت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ڈاکٹر عزیز احسن دیباچے میں رقم طراز ہیں:

> ''حلیم حاذق نے بیشتر شرعی پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھ کر کتاب تصنیف کی ہے۔ اس لیے ان کا منہاجِ نقد ''تشریعی تنقید'' کے تابع معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ نعتیہ شاعری کو اظہارِ فکر و خیال کی سطح پر شریعت سے مطابقت کا پابند کرنا از حد ضروری ہے۔ اس منہاج کو برتنے سے قبلہ حلیم حاذق نے اپنے خیالات کا اظہار

بھی کر دیا ہے جو نعت کے ضمن میں اہم محسوس ہوتے ہیں''

حلیم حاذق کی کتاب ''اصولِ نعت گوئی'' نعتیہ شاعری کے تنقیدی مطالعہ کے حوالے سے ایک اہم تصنیف ہے۔ کتاب ہذا کو ''نعت ریسرچ سنٹر'' گلستانِ جوہر، کراچی نے ۲۰۰۹ء میں شائع کیا۔ کتاب کی قیمت دوسو روپے ہے۔

مغربی بنگال میں صومیہ نگاری:

اُردو شاعری کے ابتدائی دور میں قصیدہ نگاری کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہ صنف اُردو شاعری کی مقبول ترین صنف رہی ہے۔ جس کا شاہی دور سے گہرا واسطہ رہا ہے۔ مگر شاہانِ مغلیہ کے دور کے زوال کے بعد قصیدے کی مقبولیت قائم نہ رہ سکی۔ ترقی پسند شعرأ نے نظم گوئی پر بھرپور توجہ کی۔ بعدازاں نظم بھی ان ترقی پسند تحریکوں سے مجروح ہوئی تو آج کل غزل نے اپنی جگہ بنالی ہے۔

صومیہ نگاری کی روش مغربی بنگال میں ہنوز خال خال شعرأ کے ہاں دیکھی جاسکتی ہے۔ حلیم حاذقؔ نے اس قدیم صنف ''صومیہ نگاری'' کو پھر سے محفوظ کرنے کے لیے ایک کتاب بعنوان ''بنگال میں صومیہ نگاری'' تصنیف کی ہے۔ حلیم حاذق کی کتاب ہذا سے متعلق حلیم صابر اور نصر اللہ نصرؔ نے اپنے مقالات میں بہت کچھ لکھا ہے۔ حلیم صابرؔ لکھتے ہیں:

> ''حلیم حاذق صاحب نے موضوعاتِ صومیہ کے متعلقات و مناسباتِ شبِ قدر، نزولِ قرآن، غزوہ بدر، فتح مکہ، نماز تراویح، وفاتِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا، وفاتِ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، وفاتِ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور شہادت حضرتِ علی پر منظومات شاملِ اشاعت کر کے اِن واقعات وسانحات کا احساس دلایا ہے جو ماہِ رمضان میں پیش آئے۔''

حلیم حاذقؔ نے کتاب ہذا میں قصائدِ ماہِ صیام کو احادیث وسنن کے آئینے میں ترتیب دیا ہے۔ کتاب اپنے موضوع سے متعلق اُردو ادب میں گراں قدر اہمیت کی حامل ہے۔

کشتِ سخن:

حلیم حاذقؔ جس طرح نعت گوئی میں مشہور ومعروف ہیں۔ اِس طرح اُردو شاعری کی

دیگر اصناف اور موضوعات سے بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ حلیم حاذق غزل اور اسالیب غزل پر مہارتِ تامّہ کے ساتھ اُردو ادب کے اُفق پر نمایاں نظر آتے ہیں۔

''کشتِ سخن''، حلیم حاذقؔ کا غزلیہ اُردو مجموعہ ہے۔ کتاب ہذا کا دیباچہ شبیر ذوالمنان نے لکھا ہے۔ نیز یہ کہ اختر جاوید، نصر اللہ نصرؔ اور امین عامرؔ کے لکھے گئے کتاب میں مشمولہ مضامین کتاب کی اہمیت اور حلیم حاذقؔ کے فکروفن کو دوچند کرتے ہیں۔ ''کشتِ سخن'' میں مشمولہ غزلیں اپنے موضوعات کے اعتبار سے سیاسی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی موضوعات پر محیط ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شبیر ذوالمنان کتاب کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ''حلیم حاذقؔ کی غزلیات کا مجموعہ ''کشتِ سخن'' کی ایک نمایاں اور انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اِس کا مقدمہ منظوم بعنوان غزل نامہ ہے جو شعروادب کی دنیا میں ایک نیا تجربہ ہے اور اِن کی خود اعتمادی کی دلیل بھی ہے۔ میں دنیائے ادب میں اس کتاب کا خیر مقدم کرتا ہوں۔''

حلیم حاذقؔ کی یہ کتاب حکومتِ مغربی بنگال اور اُردو اکادمی کے مالی تعاون سے اِشاعت پذیر ہوئی۔ کتاب ہذا ۵۰۰ کی تعداد میں چھپی ہے اور کتاب کی قیمت ۱۰۰ روپے معقول ہے۔ حلیم حاذق کی اس کتاب کو ''مژگاں پبلی کیشنز، کولکاتا'' نے ۲۰۱۳ء کو شائع کیا۔

حلیم حاذق بطور نقاد:

اُردو ادب کے ایک بڑے نقاد کا قول ہے کہ ایک تخلیق کار کو ایک نقاد بھی ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی تخلیقات کا محاسبہ کرسکے۔ یہ بجا ہے کہ شعری تخلیق، تنقیدی شعور کے باعث مکمل ہوتی ہے۔ لیکن نعتیہ شاعری کے لیے خصوصی ادراک اور شعور کی ضرورت ہے۔ مگر کم کم شعرأ نے اِس طرف توجہ کی۔

اُردو زبان کی ابتدائی شاعری سے لے کر فی زمانہ کی شاعری میں افراط وتفریط کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ جس طرح نعتیہ شاعری نے بڑی تیزی سے سفر کیا اس رفتار سے تنقیدی شعور بیدار نہ ہوسکا۔ ایک عہد تک نعتیہ شاعری پر تنقید کو گناہِ کبیرہ سمجھا جاتا تھا۔ خوفِ فسادِ خلق کے احساس نے ایک باشعور طبقے کو ایک مدت تک ماسوا نجی محفلوں کے سانس تک نہیں لینے دیا۔

پاکستان میں عہدِ ضیاء الحق میں نعت کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی تو نعت گو شعرا اور ناقدین کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوا۔اس طرح نعت کے میدان میں کئی نعت گو شعراء اور ناقدینِ فنِ شعر و سخن اپنے فکر و خیال سے پوری جوانمردی کے ساتھ داخل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کسی کام کو سدھارنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اُس کام کے لیے باہمت افراد کا بھی انتخاب کرتا ہے اور انہیں قلبِ صمیم کے ساتھ اُس کام کے لیے مخصوص کر لیتا ہے۔حلیم حاذقؔ اپنی کتاب ''اُصولِ نعت گوئی'' میں یوں گویا ہوتے ہیں کہ:

''ایک مدت سے میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ ایک کتاب ''فنِ نعت گوئی'' پر ترتیب دی جائے۔جس میں نعتیہ شاعری کے شرعی آداب،احکام کے ساتھ اِس نازک صنف کی فکری و فنی مشکلات اور زبان و بیان کی نزاکتوں کو عام فہم انداز میں پیش کیا جائے۔لیکن یہ مرحلہ اس قدر دشوار تھا کہ ایک طویل مدت تک بس سوچتا ہی رہا پھر چند بزرگوں اور احباب کی ہمت افزائیوں نے قوت بخشی اور یہ کام اپنی بساط کے اعتبار سے کسی حد تک کرنے میں کامیاب ہوا۔میرے دل میں اس کام کی تحریک اس لیے پیدا ہوئی کہ آج ہمارے شعرا رسول رحمتؐ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے وقت بے شمار مسائل سے دو چار ہو رہے ہیں۔جس کی کئی وجوہات ہیں۔''

حلیم حاذقؔ نے بیشتر شرعی پہلوؤں کو اپنے منہاجِ نقد سے نمایاں کیا اور نعت نویسوں کے فنی اور شرعی اُسقام کو اپنی عملی تنقید سے ردّ کیا۔صنف نعت میں ایک تجزیاتی مطالعے کے ساتھ ساتھ اُن کے موضوعات کا بھی احاطہ کیا۔مبالغہ آرائی پر قلم اُٹھایا۔کلماتِ تصغیر اور الفاظ مشترک میں امتیاز کیا اور آداب و احترام کے تقاضوں کی تفہیم میں کلیدی کردار کرنے میں حلیم حاذقؔ نے کوئی کسر رَوا نہ رکھی۔یہی وجہ ہے کہ حلیم حاذق کے تنقیدی شعور کے حوالے سے صبیح رحمانی لکھتے ہیں:

''لمحہ موجود میں نعت شناسی اور نعت فہمی ایک تحریک کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔صنفِ نعت کے حوالے سے تحقیقی و تنقیدی

رجحان میں اضافے اور تجزیاتی و مطالعاتی جائزوں کی ضرورت و اہمیت کے احساس کی جو فضا آج بنتی دکھائی دے رہی ہے اس میں ''اصول نعت گوئی'' جیسی مزید کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔مجھے قوی امید ہے کہ نعت ریسرچ سینٹر کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب بھی نعت کے تنقیدی و تفہیمی آفاق کو وسیع تر کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔''

حلیم حاذقؔ کا نعتیہ ''شعورِ تنقید'' جداگانہ اُسلوب اور نظریات کا حامل ہے۔وہ اپنے لہجے' تیور اور فکری ندرت کے اعتبار سے اپنی منفرد شناخت بنانے میں کامیاب و کامران ٹھہرے ہیں۔اِس عمر میں اتنی توانا تنقیدی شعور یقیناً عطیہ الٰہی ہے۔یہ کڑا سچ ہے کہ ناقدانِ فن کا ایک پڑاؤ حلیم حاذقؔ کی کتاب ''اُصولِ نعت گوئی'' ہوگا۔جس کو پڑھے بغیر کوئی نقاد بھی اپنی مستند کتاب تصنیف نہیں کر سکے گا۔

○○○

نوٹ:

ڈاکٹر محمد سلیم نے ڈیرہ غازی خاں پنجاب یونیورسٹی سے ''حلیم حاذق احوال و آثار'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ کر سند یافتہ ہوئے۔
اس مقالے کا ایک باب تلخیص کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

(اسد اقبال)

احوال وکوائف

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے محبوب دانائے غیوب خلاصہ کونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل اپنے خاص الخاص فضل واکرام سے اس بندۂ عاصی کو سرفراز فرمایا، اور میں امتحان وآزمائش کی سخت ترین وادی سے نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور وسیلے سے لوٹ آیا۔

دنیائے محبت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ چند برسوں قبل میں کینسر جیسا موذی مرض کا شکار ہوگیا تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ومخصوص بندوں، اولیائے کرام علمائے عظام اور عاشقان خیرالانام کی دعاؤں کی برکتوں سے اب رفتہ رفتہ صحت وعافیت کی منزل کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہوں۔ الحمدللہ رب العالمین مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں نہ صرف بیماری سے نجات عطا کی بلکہ مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زندگی میں برکتیں بھی نازل فرمائی ہیں۔ ورنہ اس مرض کا مریض چند مہینے میں درد واضطراب کے جانگسل صحرا کو عبور کرتے ہوئے موت کے سمندر میں آخرش اتر ہی جاتا ہے۔ موت تو یقینی ہے اور اپنے متعینہ وقت پر آکر رہے گی مگر ایک مومن کی آخری تمنا یہی ہوتی ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم گنگناتے ہوئے ایمان پر خاتمہ بالخیر ہو۔ اس آخری آرزو کے ساتھ مجھے یقین کامل ہے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب حضور سید کائنات فخر موجودات، روح عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت نگاری کے لئے اس نے میری زندگی میں اضافہ فرمایا۔ ویسے یہ کوئی تعجب خیز امر بھی نہیں کیوں کہ حیات وموت کا حقیقی خالق ومالک جب وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے تو وہ جسے

چاہے جب چاہے جہاں چاہے جس عالم میں چاہے موت کی چادر عطا کرے یا حیات کا شامیانہ یہ اس کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔ بے چارے غیر مسلم ڈاکٹروں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ نناوے فیصد امید نہیں ہے۔ مگر نعتِ رسول کے حسنات کے صدقے اور بزرگانِ دین کی دعاؤں کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحت ایمانی وجسمانی کی دولت گراں مایہ عطا کی۔

جب میں ڈاکٹروں کی سخت نگرانی میں تھا اور زبان سے دو چار جملے بھی ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا اس وقت ہر بات اشارے سے یا سادہ کاغذ پر آڑی ترچھی لکیریں اور جملے کھینچ کر اپنی واردات وکیفیات اور حالات سے باخبر کرتا تھا۔ اسی طریقے سے ڈاکٹروں سے بات ہوتی تھی۔ جب غنودگی یا بے ہوشی کی حالت سے کچھ افاقہ ملتا تو اچانک دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی اور ذہن ودماغ میں ذکرِ خدا اور نعت رسول کی کرنیں التجا وفریاد کی صورت میں جھلملانے لگتی تھیں۔ اسی عالم میں سادہ کاغذ کے سینے پر حمد ونعت ومنقبت کے مصرعے اتر جاتے تھے۔ میرے احباب وانصار کہتے کہ خدا کا شکر ہے کہ دل ودماغ کام کررہے ہیں۔ وہ میرے اِن ٹیڑھے میڑھے مصرعوں سے اندازہ لگالیتے اور سجدۂ شکر ادا کرتے۔

اس سخت ترین آزمائش وامتحان کے درمیان جو کچھ بھی لکھا جاسکا اسے مکمل ونامکمل صورت میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ پہلے کی طرح کلام ضائع نہ ہو۔ اسے مدارس اسلامیہ کے طلبا اپنی انجمنوں میں پڑھتے ہیں، مسجدوں اور خانقاہوں میں میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر نعت خواں گنگناتے ہیں اور براہ راست یا بالواسطہ میرے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔ میرے لئے یہی کافی ہے۔

اس موقع پر میں اپنے ان تمام مخلصین ومحبین اور مقتدر وممتاز شخصیتوں کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مریض کے حق میں کافی دعائیں کی ہیں بلکہ حج وعمرہ اور اولیائے کاملین کے زائرین نے بھی ہر موقع پر ہر منزل پر یاد فرمایا۔ حتیٰ کہ مکہ شریف، مدینہ شریف، بغداد شریف، نجف اشرف شریف، کربلائے معلیٰ شریف، اجمیر شریف، مہرولی شریف، بریلی شریف، دھام نگر اڑیسہ شریف، بلگرام شریف، کالپی شریف، مارہرہ شریف، کچھوچھہ شریف، دیوئ شریف، مسولی شریف، گھوسی اور مبارکپور شریف کی خانقاہوں اور

درسگاہوں میں بھی دعاؤں کا اہتمام ہوتا رہا۔ جہاں کسی نے سنا وہاں ضرور دعائیں کیں۔ حتیٰ کہ بعض احباب ومخلصین فون پر براہ راست ان بارگاہوں میں فریاد واستغاثہ کرنے کی سبیل بھی فرمائی۔ وہ تمام محترم ومحتشم شخصیات کے اسمائے گرامی جو سیکڑوں کی تعداد میں ہیں لکھنا میرے بس میں نہیں۔ پھر بھی چند شخصیتوں کے نام احترام وعقیدت کے ساتھ پیش کرتا ہوں: ممتاز الفقہا استاذ الاساتذہ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی، شہزادۂ صدرالشریعہ مولانا مفتی بہاء المصطفیٰ امجدی، شہزادۂ صدرالشریعہ حضرت مولانا فداء المصطفیٰ امجدی، حضور حبیب ملت نواسۂ سرکار مجاہد ملت حضرت علامہ سید غلام محمد حبیبی، حضور سید الشعرا سید نورالحسن نور عزیزی نوابی فتح پوری، حضرت علامہ قمرالحسن قمر بستوی، حضرت علامہ مفتی دالدار عالم مصباحی، حضرت مولانا مفتی مختار عالم رضوی، حضرت مولانا سیف اللہ علیمی، حضرت مولانا اظہار اشرف، حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی، حضرت مولانا روشن ضمیر، حضرت مولانا مفتی رحمت علی مصباحی، حضرت علامہ شریف الحسن قادری، حضرت مولانا شاہد القادری، حضرت مولانا آصف رضا سیفی، حضرت مولانا مشاہد حسین رضوی، حضرت مولانا شبیر ملک مصباحی، حضرت مولانا نوید اختر، حضرت مولانا شاہد رضا، حضرت مولانا میکائیل ضیائی، حضرت مولانا الیاس فیضی، حضرت مولانا سراج تابانی، حضرت مولانا جاوید اختر، حضرت مولانا سمیع الدین رضوی، حضرت مولانا سخاوت حسین برکاتی، حضرت مولانا شرف الدین رضوی، حضرت مولانا جمال مصطفیٰ امجدی، حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری، حضرت مولانا مفتی فیضان المصطفیٰ قادری، حضرت مولانا مفتی ابو یوسف ازہری قادری، حضرت مولانا محبوب گوہر اسلام پوری، حضرت مولانا حسن رضا اطہر بوکاروی، حضرت علامہ قاسم حبیبی برکاتی، حضرت یاور وارثی عزیزی نوابی، حضرت قاری اخلاق احمد فتح پوری، حضرت مولانا ڈاکٹر سراج احمد بستوی، حضرت مولانا وفاء المصطفیٰ امجدی۔ شعرائے کرام میں فیروز اختر، عنبر شمیم، ضمیر یوسف، ذیشان متھراوی، حسان محمد، شکیل وپیکر، شوکت علی صادق، نواب احسن، محمد تسلیم رضا رضوی اور اپنے مخلص احباب میں اکرام آذر، منظور عادل، آتش رضا بھی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ عزیز گرامی اسد اقبال، دلکش رانچوی اور اسیر مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالحمید حبیبی کی بھرپور معاونت اس کتاب کی اشاعت میں شامل رہی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام لوگوں کو دین ودنیا کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

چند ضروری باتیں اپنے ہم عصر ادبا وشعرا اور خطبا کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اسلام ایک مہذب مذہب ہے۔ اس مذہبِ مہذب نے ہر معاملے میں اعتدال پسندی، میانہ روی اور اخلاقیات کا درس دیا ہے۔ بدتمیزی کا جواب تمیز سے، گستاخی کا جواب مداحی سے، بداخلاقی کا جواب اخلاق سے۔ جہالت کا جواب علم سے، دینے کا پابند کیا ہے۔

عصر حاضر میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف طوفانِ بدتمیزی اور بدترین گستاخیاں ایک مکمل سازش کے تحت سیاست کی آغوش میں رہ کر کی جا رہی ہیں۔ اس کا جواب نئی حکمتِ عملی کے تحت دینا ہم لوگوں پر لازمی ہے۔ خود ہماری قوم کے بعض لوگوں کی ذہنی پراگندگی کو صحت مند اصلاح کی ضرورت ہے۔

اس مناقب کے مجموعے کا اولین مقصد یہی ہے، گرچہ اس میں شامل بہت سے کلام مقبول بزرگوں کے اعراس کے موقعے پر عوامی رنگ وآہنگ میں لکھے گئے ہیں۔ انہیں خراج عقیدت کے طور پیش کیے جارہے ہیں۔

میں اپنے اس مجموعے کے سلسلے میں اپنی کوئی رائے دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ سارے حالات واحوال آپ کے سامنے ہیں۔ اگر باضابطہ لکھنے پڑھنے کے معمولات ہوتے تو بات کچھ اور ہوتی مگر راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے۔

آخر میں شکریے کے ساتھ ارباب فکر وفن سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تاثرات وخیالات سے ضرور سرفراز کریں۔ میں جملہ مخلصین ومحبین اور عزیز واقارب اور خاندان کے تمام افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مناقب اولیائے کرام کا صدقہ جملہ مومنین و مومنات کو رب کریم عطا فرمائے۔

فقط والسلام

طالب دعا

حلیم حاذق

حمد باری تعالیٰ

زمیں سے تابہ فلک ، لا الٰہ الا اللہ
کہیں بشر و ملک ، لا الٰہ الا اللہ
یہی ہے مسلک توحید کفر و شرک سے پاک
نبی کا کلمہ تلک ، لا الٰہ الا اللہ

❖

جہان فکر و نظر ، لا الٰہ الا اللہ
ہے عبدیت کا سفر ، لا الٰہ الا اللہ
عدم سے آئے ہیں ہستی میں، رب کی قدرت سے
نوائے کن کا گجر ، لا الٰہ الا اللہ

❖

ہمارا کلمۂ توحید ، کلمۂ طیب
ہے کفر و شرک کی تردید ، کلمۂ طیب
یہ پہلی شرط ہے ایمان اور عقیدے کی
حدیث و قرآں کی تائید ، کلمۂ طیب

❖

فلک فلک کی ندا ، لا الٰہ الا اللہ
ملک ملک کی صدا ، لا الٰہ الا اللہ
تمام خلق کا خالق ، وہ خالق و مالک
ہر ایک لب کی نوا ، لا الٰہ الا اللہ

❖❖❖

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زندگی بھر زندگی کا فلسفہ لکھتا رہا
موت کے بستر پہ نعتِ مصطفیٰ لکھتا رہا
اور تو کچھ لکھ نہیں سکتا تھا نازک وقت میں
آنسوؤں سے المدد یا مصطفیٰ لکھتا رہا
موت تو برحق ہے وہ آکر رہے گی ایک دن
اس سے پہلے دید کی میں التجا لکھتا رہا
رحمت اللعالمیں کو رحم آخر آ گیا
چشم رحمت یک نظر بر حالِ ما لکھتا رہا
دل کی دھڑکن کو پتہ ہے اے دلِ درد آشنا
ماجرا سب ان کو بے صوت و صدا لکھتا رہا
میٹھی میٹھی یادِ طیبہ تھپکیاں دیتی رہی
اپنی سانسوں کے سفر کا ذائقہ لکھتا رہا
جیسے خوشبو کی سواری پر وہ آئے دفعتاً
ان کی آمد کو بہار جاں فزا لکھتا رہا
وہ مسیحائے دو عالم ، میں مریض بے نوا
ان کی خاکِ پا کو میں ، دارالشفاء لکھتا رہا
یا خدائے مصطفیٰ ہو التجا سب کی قبول
خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا لکھتا رہا
میں بزرگوں کی دعاؤں کی کرامت ہوں حلیمؔ
صدقۂ نعت نبی کا معجزہ لکھتا رہا

❖❖❖

مناقبِ اصحابِ کرام واولیائے عظام

قرآں میں دیکھ لیجے ، روایاتِ اولیاء
روشن حدیث سے ہیں حکایاتِ اولیاء
بابِ تجلیات ، مقاماتِ اولیاء
ہیں عکسِ معجزات ، کراماتِ اولیاء
بعد از خدا نبی ہیں تو بعد از نبی ولی
خلفائے راشدیں ہیں مداراتِ اولیاء
اصحابِ مصطفیٰ سے ولایت کے در کھلے
پڑھئے بصد نیاز بیاناتِ اولیاء
رب کی نشانیاں ہیں یہ بندوں کے واسطے
واللہ محترم ہیں مزاراتِ اولیاء
مانگو خدا سے ان کے وسیلے سے ہر دعا
ہوتی ہیں مستجاب مناجاتِ اولیاء
مولا علی سے جڑتا ہے ہر ایک سلسلہ
ہر سلسلے میں پنہاں مراعاتِ اولیاء
جو دشمنِ ولی ہے خدا سے ہے اس کی جنگ
رب کی طرف سے آئے جواباتِ اولیاء
صدیق ہوں عمر ہوں غنی ہوں کہ بوتراب
قائم ہیں ان کے دم سے موالاتِ اولیاء

وہ حکمتِ خدا و نبی کے امین ہیں
نافہم کیسے سمجھیں اشاراتِ اولیاء
رہتے ہیں اس زمیں پہ مگر لوح پر نگاہ
افلاک سے بلند سماواتِ اولیاء
قرآن اور حدیث کی تفہیم کے لئے
پڑھئے ہزار بار مقالاتِ اولیاء
رکھتی ہیں اہلِ بیت نبوت سے جوڑ کر
قرآں کی روشنی میں ہدایاتِ اولیاء
جلووں کی کائنات ہے ذات وصفات میں
آساں نہیں سمجھنا حجاباتِ اولیاء
یہ جانشین سید سلطانِ کائنات
خیر کثیر والے ، افاضاتِ اولیاء
یہ بوریا نشیں ہیں ولایت کے تاجدار
عرش آفریں ہیں نقشِ عماراتِ اولیاء
ہیں چاروں سلسلے سے جڑے لاکھوں سلسلے
تاریخ میں رقم ہیں روایاتِ اولیاء
پہنچا دیا علی نے نبی کی پناہ میں
سنئے بصد نیاز بیاناتِ اولیاء
عرفان و آگہی کے سمندر میں اے حلیمؔ
کشتی کے ناخدا ہیں خیالاتِ اولیاء

❖❖❖

منقبتِ خلفائے راشدین

تقدیس خلافت ان سے سجی ، صدیق و عمر ، عثمان و علی
آقا کی نیابت ان سے چلی، صدیق و عمر ، عثمان و علی
قرآن اور سنت کی خوشبو ، ایمان و عقیدت کے غنچے
کیا خوب سجائی پھلواری ، صدیق و عمر ، عثمان و علی
یہ بزمِ ہدایت کے تارے ، یہ چشمِ نبی کے مہہ پارے
ان میں نہیں کوئی نقص و کمی ، صدیق و عمر ، عثمان و علی
یہ بعد ِ نبی معیار ہوئے ، یہ ملت کے معمار ہوئے
ہیں ایسے قول وعمل کے دھنی ، صدیق و عمر، عثمان و علی
قرآن و سنت کے درپن ، اسلامی شریعت کے گلشن
تائید میں ہیں اصحابِ نبی ، صدیق و عمر، عثمان و علی
جو بات عیاں تھی چاروں میں، وہ بات کہاں تھی ہزاروں میں
یہ رب کی طرف سے آئی وحی ، صدیق و عمر، عثمان و علی
یہ مسلکِ اہلِ سنت ہے ، احکامِ صحابہ حجت ہیں
جنت کی ضمانت والے سبھی ، صدیق و عمر ، عثمان و علی
جو ان سے عداوت رکھتا ہے، وہ دیں سے بغاوت کرتا ہے
ہے قولِ خدا اور قولِ نبی ، صدیق و عمر ، عثمان و علی

❖❖❖

عظمتِ خلفائے راشدین

دینِ حق کے پاسباں ہیں ، چار یارانِ رسول
اک حدیثِ جاوداں ہیں ، چار یارانِ رسول
مصطفی کے ہم زباں ہیں ، چار یارانِ رسول
مجتبیٰ کے رازداں ہیں ، چار یارانِ رسول
ہر نفس ایمان کی دہلیز پہ روشن رہے
شمعِ بزم سروراں ہیں ، چار یارانِ رسول
ہیں ہدایت کے ستارے سارے اصحاب حضور
مصدرِ سیارگاں ہیں ، چار یارانِ رسول
خدمتیں ایسی کہ مخدومی کرے جن کو سلام
وہ نبی کے خادماں ہیں ، چار یارانِ رسول
ان کی عظمت ایک دوجے سے سوا بھی ایک بھی
صاحبانِ عزوشاں ہیں ، چار یارانِ رسول
جانشینِ مصطفی کی عظمتیں کیا ہوں بیاں
خود ہی بحرِ بیکراں ہیں ، چار یارانِ رسول
مصطفی نے جن کو بخشا ناخدائی کا شرف
کشتیوں کے باد باں ہیں ، چار یارانِ رسول

❖❖❖

خلیفۂ اول امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر

حریمِ عشق کی پہلی اذاں صدیق اکبر ہیں
جہاں ہیں مصطفیٰ دیکھو وہاں صدیق اکبر ہیں
سبھی اصحاب پیغمبر ہدایت کے ہوئے تارے
انہیں تاروں میں مہرِ ضوفشاں صدیق اکبر ہیں
نبیِ دوجہاں کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ
امیرِ امتِ ہر انس و جاں صدیق اکبر ہیں
چمن زارِ نبوت کی بہارِ اولیں بن کر
گلستانِ نبی کے باغباں صدیق اکبر ہیں
کسی بھی حال میں تنہا نہ چھوڑا جانِ رحمت کو
وہ یارِ غارِ محبوبِ جہاں صدیق اکبر ہیں
نسب کا سلسلہ ملتا ہے جن کا سات پشتوں پر
کہا جن کو نبی نے مہرباں صدیق اکبر ہیں
حلیمؔ خوش بیاں ، قرآن جن کی مدح فرمائے
تعالی اللہ ایسے عزو شاں صدیق اکبر ہیں

❖❖❖

خلیفۂ دوم امیر المومنین
حضرت فاروقِ اعظم

جہانِ کفر پر غیض و غضب فاروق اعظم کا
جہانِ عشق پر فیض و ادب فاروق اعظم کا
نبی سے آٹھویں پشتوں پہ ملتا ہے نسب ان کا
نبی نے بخشا ہے ان کو لقب فاروق اعظم کا

❖❖❖

جلال رب کا ہے سایہ جلالِ فاروقی
سمجھ میں آ نہیں سکتا کمالِ فاروقی
دعائے سرورِ عالم برائے دینِ حق
خدائے پاک عطا ہو مثالِ فاروقی

❖❖❖

رسول اللہ کے سچے جانشیں فاروقِ اعظم ہیں
صحابی ہیں ، امیر المومنیں فاروق اعظم ہیں
اشداؤ علی الکفار کی تفسیرِ لاثانی
قتیلِ ابروئے سلطانِ دیں فاروق اعظم ہیں

❖❖❖

امیر المومنین خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی

خوں ریز اب بھی مصحفِ قرآن دیکھئے
یہ منظرِ شہادتِ عثمان دیکھئے

اصحابی کاالنجوم کا فرمان دیکھئے
اپنی نجات کا حسیں سامان دیکھئے

عثمانِ پاک جامع ہیں قرآن پاک کے
اس آئینے میں صورتِ عثمان دیکھئے

دستِ نبی سے دستِ غنی کا ہے سلسلہ
گر دیکھنا ہے بیعتِ رضوان دیکھئے

کیا مال و زر وہ جان بھی اپنی لٹا گئے
سب کچھ نبی کے دین پہ قربان دیکھئے

عثمانِ مصطفیٰ کا یہ احسان ہے حلیمؔ
ترتیب سے لکھا ہوا قرآن دیکھئے

❖❖❖

خلیفۂ چہارم شیرِ خدا
مولائے کائنات علی ابنِ ابی طالب

بو ترابی نشۂ وحدت کا جب ساغر کھلا
شہرِ علم و آگہی کا راز پھر ہم پر کھلا

یہ بھی اک خوابِ خلیلی کی حسیں تفسیر ہے
اس خلیلِ مصطفیٰ پر خانہ اکبر کھلا

مالکِ کوثر کے صدقے ساقی کوثر کے ہاتھ
میری تشنہ کامیوں پر نور کا کوثر کھلا

قصرِ باطل میں قیامت کا جہاں برپا ہوا
ذوالفقارِ حیدری کا جب نیا تیور کھلا

ان کی عظمت کا تصور دیکھئے قرآن میں
جن کی خاطر تین سو آیات کا شہپر کھلا

شیرِ یزداں کی حدیثِ زندگانی میں حلیمؔ
جلوۂ قرآں سمٹ کر ایک نقطہ پر کھلا

❖❖❖

یا علی مشکل کشا

صبحِ دم کا استعارہ ، یا علی مشکل کشا
قصرِ ظلمت میں اجالا ، یا علی مشکل کشا
کہہ رہا ہے شہرِ مکہ ، یا علی مشکل کشا
آپ ہیں مولودِ کعبہ ، یا علی مشکل کشا
درد و غم کا ہے مداوا ، یا علی مشکل کشا
اہلِ حق کا ہے وظیفہ ، یا علی مشکل کشا
کر چکا ہے دینِ زندہ ، یا علی مشکل کشا
آپ کا بس ایک کنبہ ، یا علی مشکل کشا
مشکلوں کو مشکلوں میں ڈالنے کے واسطے
یاد رکھئے ایک نعرہ ، یا علی مشکل کشا
مصطفیٰ ہیں جس کے مولا اس کے مولا ہیں علی
کتنا ایمانی ہے رشتہ ، یا علی مشکل کشا
پرورش آغوشِ نبوی میں ولایت کی ہوئی
کس نے پایا ایسا رتبہ ، یا علی مشکل کشا

ہے علی کا نام بھی رب العلیٰ کے نام پر
احترام اسمِ اعلیٰ ، یا علی مشکل کشا
اسمِ اَعظم ہے محمد اسمِ اعلیٰ ہے علی
ربِ کعبہ کا عطیہ ، یا علی مشکل کشا
مالکِ کوثر نبی ہیں ساقئ کوثر علی
بول اٹھا محشر کا پیاسا ، یا علی مشکل کشا
غیب سے امداد کے اسباب پیدا ہوگئے
دل نے دل سے جب پکارا ، یا علی مشکل کشا
دیکھئے کس شان سے کہتا ہے بزمِ عشق میں
سنی گھر کا بچہ بچہ ، یا علی مشکل کشا
حضرتِ فاروق و عثماں ، بوذر و سلماں، بلال
سب نے الفت میں پکارا ، یا علی مشکل کشا
ایک دن پُرنور کر دے گا حلیمؔ بے نوا
زندگی کا گوشہ گوشہ ، یا علی مشکل کشا

❖❖❖

منقبت در شانِ مولائے کائنات

جو آپ کے غلام ہیں مولائے کائنات
دنیا کے وہ امام ہیں مولائے کائنات
دروازۂ علومِ نبوت ہیں بالیقیں
وہ صاحبِ مقام ہیں مولائے کائنات
خلفائے راشدین میں فضیلت مآب ہیں
چوتھے بڑے امام ہیں مولائے کائنات
تاریخ کہہ رہی ہے خوارج کے واسطے
شمشیرِ بے نیام ہیں مولائے کائنات
مولا نے ان کو مولا کہا مان لیجئے
مولائے خاص و عام ہیں مولائے کائنات
دامادِ مصطفےٰ ہیں وصی و اخی بھی ہیں
کس درجہ ذی مقام ہیں مولائے کائنات
قرآں کا نور نہج بلاغہ میں ہے حلیمؔ
وہ صاحبِ کلام ہیں مولائے کائنات

❖❖❖

شانِ اہلِ بیتِ اطہار

سر بسر حسنِ فضیلت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
جلوۂ نورِ نبوت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
قابلِ تعظیم بھی تکریم بھی تسلیم بھی
باغِ نبوی کی نجابت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
امتِ سرکار رکھے ان کی نسبت کا لحاظ
ہے یہ قرآنی ہدایت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
یہ سخی ابنِ سخی کی بارگاہِ ناز ہے
خلد کی دے دیں ضمانت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
سرورِ کون و مکاں نے قوم سے فرما دیا
رکھنا عترت سے محبت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
رب کی ساری نعمتوں میں کس قدر ممتاز ہے
قاسمِ نعمت کی نعمت اہلِ بیتِ مصطفیٰ
ایک حرفِ ناروا تک کہہ نہیں سکتے کبھی
مانتے ہیں اہلِ سنت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
وہ رکھیں ان سے محبت وہ رکھیں ان کا لحاظ
چار یاروں کی حمایت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ
نسبتِ آلِ نبی سے دل کا رشتہ ہے حلیمؔ
دل میں ایماں کی حرارت ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ

❖❖❖

سادات رسولِ ذی وقار

نگاہِ عشق میں نورِ یقین بن کے رہے
فلک مآب تھے لیکن زمین بن کے رہے
یہ ان کی شانِ سیادت کی ہے انوکھی مثال
علی کے بیٹے ، نبی کے امین بن کے رہے

❖❖❖

علی کے لعل ، چراغِ بتول کہتے ہیں
حسن حسین کو جنت کا پھول کہتے ہیں
ہمارے کاسۂ دل کو کرم سے بھر دیجے
حضور آپ کو آلِ رسول کہتے ہیں

❖❖❖

روایت ہے یہی نورِ مجسم کے گھرانے کی
کہ ان کے نقشِ پا سے روشنی کی دھار نکلی ہے
امامِ اہلِ سنت پالکی سے اس لئے اترے
کہ آلِ مصطفیٰ سے خوشبوئے سرکار نکلی ہے

❖❖❖

خانوادۂ نبوت ورسالت

نورِ حق ظلِ خدا ہیں ، اہلِ بیت مصطفیٰ
جلوہ گاہِ مصطفیٰ ہیں ، اہلِ بیت مصطفیٰ

یک چراغ مرتضیٰ ہیں ، اہلِ بیت مصطفیٰ
نورِ عکسِ فاطمہ ہیں ، اہلِ بیت مصطفیٰ

چادرِ تطہیر بھی ہیں نور کی تفسیر بھی
پنجتن کے آئینہ ہیں ، اہلِ بیت مصطفیٰ

اصل ہیں جانِ رسل اور فاطمہ ہیں سبدِ گل
خلد افزا گل کدہ ہیں ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ

صرف بیٹی سے چلی دنیا میں نسلِ احمدی
ہر نسب سے ماسوا ہیں ، اہلِ بیت مصطفیٰ

❖❖❖

ساداتِ رسول کریم

عقیدتوں کے پھول کی مہک سے ہوش اڑ گیا
ترے مزار پر جھکی ہے وقت کی جبین تک
نظر نظر میں تیرتی ہیں حیرتوں کی کشتیاں
تجلیوں کی موج میں دمک اٹھی زمین تک

❖❖❖

فاطمہ زہرا کا جلوہ ، با ادب با ہوشیار
پڑھتا ہے قرآن خطبہ ، باادب با ہوشیار
حور وغلماں اور ملائک جن کے ہیں جاروب کش
قدسیت کا در پہ پہرہ ، باادب با ہوشیار

❖❖❖

علی کی شان بتائیں گی زینبِ کبریٰ
جہاں کو خطبہ سنائیں گی زینبِ کبریٰ
وہ ذوالفقارِ علی کی زباں میں دنیا کو
حسین بن کے دکھائیں گی زینبِ کبریٰ

❖❖❖

منقبت شہیدِ اعظم حضرت امیر حمزہ

اول شہیدِ اعظم ، حضرت امیر حمزہ
اسلام میں مکرّم ، حضرت امیر حمزہ

یہ عمّ محتشم ہیں سرکارِ دوجہاں کے
حد درجہ ہیں معظم، حضرت امیر حمزہ

اپنے لہو کے دم سے لہرا دیا جہاں میں
دینِ نبی کا پرچم حضرت امیر حمزہ

سرکارِ دوجہاں بھی احسان مند جن کے
اخلاص کے مجسم ، حضرت امیر حمزہ

شیرِ خدا علی بھی سو بار ان پہ قرباں
دینِ نبی کے ضیغم ، حضرت امیر حمزہ

اصحابِ مصطفیٰ میں ممتاز ان کا درجہ
کس شان کے تھے ہمدم حضرت امیر حمزہ

بوجہل کانپتا تھا سن کر ہی نام ان کا
بدر و اُحد کے رستم ، حضرت امیر حمزہ

دم بھرتے تھے صحابہ، واللہ ان کا ہر دم
رکھتے تھے ایسا دم خم ، حضرت امیر حمزہ

چن چن کے مارتے تھے ہر دشمنِ نبی کو
یہ تھا جلال پیہم ، حضرت امیر حمزہ

آقائے دوجہاں کی حد درجہ قدردانی
دردِ جگر کا مرہم ، حضرت امیر حمزہ

دیکھو حلیمؔ ان کا ہر نقش جاوداں ہے
عشق و وفا کے زمزم حضرت امیر حمزہ

❖❖❖

مادرِ رحمت اللعالمین سیدہ آمنہ خاتون

عظمتِ آمنہ کا قصیدہ لکھے ، اے قلم تیری جرأت کا کیا پوچھنا
جن کی مدحت خدا کی خدائی کرے ان کی تقدیس وعظمت کا کیا پوچھنا

سارے نبیوں کے سلطان کی ماں بنیں آمنہ بی کی قسمت کا کیا پوچھنا
جن کی آغوش میں رحمتِ دوجہاں ان کی آغوشِ عظمت کا کیا پوچھنا

ایسا محبوب دنیا میں آیا نہیں ، رب تعالیٰ نے ایسا بنایا نہیں
آمنہ ایسے محبوب کی ماں بنیں ، ان کی پُرنور قسمت کا کیا پوچھنا

آفتابِ رسالت کی ضوباریاں ماہتابِ نبوت کی نورانیاں
سب سے پہلے نگاہوں کا سرمہ بنیں ، ان کی چشمِ کرامت کا کیا پوچھنا

آسماں سے ملائک اترنے لگے ، بلبلِ باغِ سدرہ چہکنے لگے
آج صبحِ ازل مسکرانے لگی ، ان کی صبحِ ولادت کا کیا پوچھنا

کوئی دنیا میں اک ایسی ماں بھی نہیں ، ایسا نورانی پیکر جنا بھی نہیں
ایک بچے سے ماں کو فضیلت ملی ، رازِ حسنِ مشیت کا کیا پوچھنا

ماں مقدس ہے کیوں اتنی عزت ہے کیوں آخرش ماں کے قدموں میں جنت ہے کیوں
رب کے محبوب کی ماں کا اعجاز ہے ، آمنہ کی فضیلت کا کیا پوچھنا

اک طرف سارے عالم کی ماؤں کے نام اک طرف حضرتِ آمنہ کا مقام
ساری مائیں ہیں صدقے اسی نام پر ، مادرِ جانِ رحمت کا کیا پوچھنا

نورِ اول بھی ہے نورِ آخر بھی ہے نورِ ظاہر بھی ہے نورِ باطن بھی ہے
مصدرِ نور و رحمت بنیں آمنہ ، جلوہ گاہِ نبوت کا کیا پوچھنا

جس شکم میں نبی جلوہ آرا ہوئے ،عرش وجنت کے درجوں سے اعلیٰ ہوئے
ساری عظمت سمٹ آئی آغوش میں، ان کی جنت کی جنت کا کیا پوچھنا

امتِ مصطفےٰ جن کے زیرِ قدم ، جن کی ٹھوکر میں ہے باغِ خلدِ نعم
اے حلیمِ حزیں کیا لکھے اب قلم، مادرِ جانِ رحمت کا کیا پوچھنا

❖❖❖

امہات المومنین

نازشِ خلدِ بریں ہیں ، امہات المومنیں
راحتِ سرکارِ دیں ہیں ، امہات المومنیں
ان کے دامن کی ہوائیں اس قدر معصوم ہیں
ہر نفس خلد آفریں ہیں امہات المومنیں
جن کی آغوشِ کرم میں دینِ حق پھولا پھلا
وہ حدیثِ شاہِ دیں ہیں امہات المومنیں
امتِ خیرالوریٰ پڑھ لے سبق ایمان کا
وہ دبستانِ یقیں ہیں ، امہات المومنیں
تہمتیں رکھ کر منافق خود ہی رسوا ہوگیا
حسنِ قرآنِ مبیں ہیں ، امہات المومنیں
بے اجازت حضرت جبریل بھی آتے نہیں
جس مکاں میں بھی مکیں ہیں،امہات المومنیں
ساری مائیں طیب و طاہر منزہ ، پارسا
عظمتِ دنیا و دیں ہیں ، امہات المومنیں

❖❖❖

سیدہ اُم المومنین حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ

نگار خانۂ جنت ، خدیجۃ الکبریٰ
عروسِ عرش کی زینت ، خدیجۃ الکبریٰ
دلِ حضور کی راحت ، خدیجۃ الکبریٰ
سکونِ چشمِ رسالت ، خدیجۃ الکبریٰ
حریمِ نورِ نبوت کی اولیں فانوس
شبِ الم سے حفاظت ، خدیجۃ الکبریٰ
امینِ رازِ مشیت رسولِ صادق ہیں
اسی امیں کی امانت ، خدیجۃ الکبریٰ
نبی کی ڈھال بنیں جب نبی پہ ظلم ہوا
وہ مرہمِ دلِ رحمت ، خدیجۃ الکبریٰ
نفس نفس کی رفاقت ، بہشتِ شوق کی جاں
امینِ خلوت و جلوت ، خدیجۃ الکبریٰ
کس احترام سے ماں کہہ رہی ہے آج حلیمؔ
رسولِ پاک کی امت ، خدیجۃ الکبریٰ

❖❖❖

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

مصطفیٰ کے فیض کی تفسیر حضرت عائشہ
مومنوں کی مادرِ دل گیر حضرت عائشہ
نیرِ رشد و ہدایت کی روپہلی روشنی
چرخِ علم و نور کی تنویر حضرت عائشہ
کس قدر محبوب زوجہ تھیں شہِ کونین کی
الفتِ سرکار کی تصویر حضرت عائشہ
حضرت جبریل لائے جن کا رشتہ عرش سے
مصطفیٰ کے خواب کی تعبیر حضرت عائشہ
امتیازی خوبیوں سے متصف تھیں سر بسر
منزلت میں وصفِ عالمگیر حضرت عائشہ
جن کی عصمت کی گواہی دیکھیے قرآن میں
تھیں سراپا جلوۂ تطہیر حضرت عائشہ
ماں کی صورت مومنوں کے قلب کی ٹھنڈک بنیں
اور منافق کے جگر کا تیر حضرت عائشہ
کم سے کم دو سو صحابہ جن کی شاگردی کریں
وہ علومِ دین کی جاگیر حضرت عائشہ
راویوں نے ان سے حاصل کیں حدیثیں بے شمار
ہیں حدیث و فقہ کی زنجیر حضرت عائشہ

امہات المومنیں میں سب سے بڑھ کر علم تھا
گویا شہرِ علم کی تفسیر حضرت عائشہ
عورتوں کو جذبۂ کارِ جہاں بانی ملا
اجتہادی جنگ کی شمشیر حضرت عائشہ
ان کو خاص الخاص اعزازات کی عزت ملی
خامۂ قدرت کی وہ تحریر حضرت عائشہ
وہ منافق بالیقیں دوزخ کا ایندھن بن گیا
جس نے کی تھی آپ کی تحقیر حضرت عائشہ
جن کے حق میں دو رکوع قرآن کی آیات ہیں
حلقۂ صدق و صفا کی میر حضرت عائشہ
جو شریعت میں ہیں تانیثی مسائل بالخصوص
بیشتر ہیں آپ کی تقریر حضرت عائشہ
دیں علی و فاطمہ تعظیم و حرمت کا ثبوت
تھیں حریمِ نور کی تنویر حضرت عائشہ
مصطفیٰ کی چادرِ تطہیر جن کے سر پہ ہو
پھر نہ کیوں ہوں صاحبِ تطہیر حضرت عائشہ
جو مسائل حل نہ کر پاتے تھے اصحابِ رسول
ان کی تھیں عقدہ کشا تدبیر حضرت عائشہ
مادرِ روحانیت کی یاد میں لکھیے حلیمؔ
ایک دن چمکائیں گی تقدیر حضرت عائشہ

❖❖❖

شہزادیٔ کونین اُم الحسنین
خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ

کس میں ہے تابِ نظارہ ، فاطمہ بنتِ رسول
نور کے جلوے کا جلوہ ، فاطمہ بنتِ رسول
مصطفیٰ نے مرتضیٰ کو نور کا درپن دیا
کیا مشیت کا ہے تحفہ ، فاطمہ بنتِ رسول
ایک ہی سجدے میں شب گزری اذاں ہونے لگی
دوسرے سجدے کا جذبہ ، فاطمہ بنتِ رسول
ایک سجدہ فاطمہ کا اک حسین پاک کا
ہو گیا اسلام زندہ ، فاطمہ بنتِ رسول
آخری سجدہ شبِ عاشور میں پورا ہوا
کربلا میں ایک سجدہ ، فاطمہ بنتِ رسول
مصطفیٰ حسنِ ازل کا آئینہ ہیں سر بسر
ہے اسی جلوے کا جلوہ ، فاطمہ بنتِ رسول
یہ منادی ہو رہی ہے اہلِ محشر سر جھکاؤ
یہ نبی زادی کا پردہ ، فاطمہ بنتِ رسول
مصطفیٰ کے جسمِ انور کا کوئی سایہ نہ تھا
ایک بے سایہ کا سایہ ، فاطمہ بنتِ رسول
اول و آخر مطہر ظاہر و باطن بھی پاک
ساری دنیا میں ہیں تنہا ، فاطمہ بنتِ رسول

چادر تطہیر ہے یا عرش کا پردہ کوئی
جانتی ہیں یہ معمہ ، فاطمہ بنتِ رسول

لاکھوں پردوں میں مشیت جس طرح مستور ہے
اس کے جلوے کا ہے پردہ ، فاطمہ بنتِ رسول

بے اجازت حضرت جبریل بھی آتے نہیں
کیا تقدس کا ہے پہرہ ، فاطمہ بنتِ رسول

کینسر سے ہو شفائے دائمی مجھ کو عطا
کر رہا ہوں استغاثہ ، فاطمہ بنتِ رسول

دیجئے حسنین کا صدقہ حلیمؔ زار کو
آپ سے ہے التجا یا فاطمہ بنتِ رسول

❖❖❖

روداد کربلا کی سنائیں گی فاطمہ
محشر میں ایک حشر اٹھائیں گی فاطمہ

کربل سے آرہا ہے کٹا سر حسین کا
اب جنت البقیع کو سجائیں گی فاطمہ

وہ امت رسول کی بخشش کے واسطے
شہدا کے پیرہن کو دکھائیں گی فاطمہ

کرب و بلا کے پھولوں کی خوشبو کو اے حلیمؔ
چن چن کے مصطفی کو سونگھائیں گی فاطمہ

❖❖❖

نذرِ عقیدت بحضور ۱۴ شہدائے جنگ بدر
۱۷/رمضان المبارک ۲ھ مطابق ۱۳/مارچ ۶۲۲ء

اصحابِ بدر

ربِ کعبہ کا ہوا فیضان جنگ بدر سے
سرخ رو ہوکر چلا ایمان جنگِ بدر سے

آیئے دیکھیں نبی کی شان جنگِ بدر سے
کر رہا ہے ماہِ دیں اعلان جنگِ بدر سے

بن کے ابھری تین سو تیرہ صحابہ کی فصیل
دینِ رحمت کے لئے چٹان جنگِ بدر سے

مطلعِ انسانیت کا رخ درخشاں ہوگیا
نور ورحمت کا ہوا باران جنگِ بدر سے

ایک جگنو کفر کے سورج سے ٹکراتا ہوا
اس قدر تازہ ہوا ایمان جنگِ بدر سے

تم حریفِ شرک و بدعت بن کے اٹھو مومنو
آرہی ہے یہ صدا ہر آن جنگِ بدر سے

کفر وشرک و جہل کے سارے اندھیرے چھٹ گئے
جب کھلا وحدت کا روشن دان جنگِ بدر سے
تب لہو نے جوش مارا بندگی کے جسم میں
زندگی میں آگئی اک جان جنگِ بدر سے
سرنگوں باطل ہوا اور اہلِ حق کو مل گیا
فتح و نصرت کا حسین سامان جنگِ بدر سے
دیکھ کر اصحاب کی صورت کو کہتا ہے جہاں
بن کے لوٹا آدمی ، انسان جنگِ بدر سے
مل گیا اقوامِ عالم کو شعورِ زندگی
امنِ عالم کو ملا پیمان جنگِ بدر سے
مصطفیٰ پر جاں نچھاور کر رہے ہیں جاں نثار
جاں نثاری کو ملی پہچان جنگِ بدر سے
تین سو تیرہ صحابہ میں ہوئے چودہ شہید
چل دیئے دے کر لہو کا دان جنگِ بدر سے
حق و باطل کو پرکھنے کے لیے ہردم حلیم
چاہیے انسان کو میزان جنگِ بدر سے

❖❖❖

حسنین کریمین

سجاؤ بزم عقیدت حسن حسین کے نام
لٹاؤ عشق کی دولت حسن حسین کے نام

یہی سبب ہے کہ اتری ہے آیتِ تطہیر
زمانہ کرلے تلاوت حسن حسین کے نام

اگر خلوص سے پڑھ لے تو جنتی ہوجائے
کتابِ حق کی ہے آیت حسن حسین کے نام

زمانہ کیسے بھلائے گا ان کی قربانی
ملی ہے دین کو نصرت حسن حسین کے نام

یزید تیرے لئے کھولتا جہنم ہے
سجی سجائی ہے جنت حسن حسین کے نام

مصلیانِ شہیدانِ کربلا دیکھیں
ہے سر پہ تاجِ امامت حسن حسین کے نام

سراپا ذاتِ نبوت کی بے گماں تمثیل
ہے آدھی آدھی شباہت حسن حسین کے نام

نبی ہیں سجدے میں اور پشت پر نواسے ہیں
طویل سجدوں کی حرمت حسن حسین کے نام

حسن کو زہر دیا اور حسین قتل ہوئے
ہے سری جہری شہادت حسن حسین کے نام

گئیں جو فاطمہ سجدے میں ، آگئے جبریل
سنبھالے توشۂ جنت حسن حسین کے نام

علی کو اپنا وصی و اَخی بنا کے حضور
ہیں کھولے باب ولایت حسن حسین کے نام

حلیمؔ فکر و نظر کے چراغ روشن رکھ
بہ طرزِ حسن شہادت حسن حسین کے نام

❖❖❖

الحسین

گلزار فاطمی کے گلِ تر حسین ہیں
خوشبوئے مصطفی سے معطر حسین ہیں

سرکارِ کائنات کی یہ بھی حدیث ہے
جنت کے نوجوانوں کے سرور حسین ہیں

نانا حضور مالکِ کوثر ہیں بالیقیں
ساقی علی ہیں وارثِ کوثر حسین ہیں

دنیا کے بدترینوں میں بدتر یزید ہے
دنیا کے بہترینوں میں بہتر حسین ہیں

چوسی ہے مصطفی کی زباں تب زباں کھلی
وہ صاحبِ زبان سخنور حسین ہیں

ہر جزو وکل کے لب پہ ہے توصیف اہلبیت
ہر قطرہ کہہ رہا ہے سمندر حسین ہیں

گن گن کے تھک گئی ہے نگاہِ یزیدیت
کربل کے صدقے آج تو گھر گھر حسین ہیں

تاریخ بولی اکبر و قاسم کی شکل میں
اک دو نہیں ہیں بلکہ بہتر حسین ہیں

احساس مر گیا ہے تمہارا یزیدیو !
تم خود ہی سوچو کس کے برابر حسین ہیں

سائے میں ذوالفقار علی کے جواں ہوئے
آئے جو حق پہ بات تو خنجر حسین ہیں

یہ مصطفی کے نوری گھرانے کے ہیں چراغ
ظلمت کدے میں نور کے پیکر حسین ہیں

سنکر صدائے کعبہ یہ خواجہ نے کہہ دیا
بنیاد لا الہ کے گوہر حسین ہیں

بائیس ہزار فوج کو تنہا جو روند دیں
شیرِ خدا کے شیر دلاور حسین ہیں

قسمت یہ کہہ رہی ہے مقدر سے اے حلیمؔ
تقدیم کائنات کے جوہر حسین ہیں

❖❖❖

الحسین

نبی کا حسن علی کا شباب سجدے میں
کھلا ہے دیکھئے جنت کا باب سجدے میں

جسے رسول نے چوما تھا اور سونگھا تھا
ہے فاطمہ کے چمن کا گلاب سجدے میں

مثال جس کی نہ مل پائے گی قیامت تک
زمانہ دیکھ لے وہ انقلاب سجدے میں

یہ بات روحِ امام حسین کہتی ہے
خدا سے کر لے سوال و جواب سجدے میں

یزید تخت پہ بیٹھا تھا ہوگیا ناکام
حسین بن کے رہے کامیاب سجدے میں

تمام رات ستارے جسے سلامی دیں
ہے کربلا میں وہی ماہتاب سجدے میں

یزید نام کا دنیا میں ایک شخص نہیں
ملے بھی کیسے وہ خانہ خراب سجدے میں

حسین نام کا سورج غروب ہوتا نہیں
وہ چمکے آٹھوں پہر بے حساب سجدے میں

شہید ناز نے اپنے لہو کے قطروں سے
کتابِ صبر لکھی لاجواب سجدے میں

خلیلی خواب کی تعبیر اس کو کہتے ہیں
حسین پاک نے دیکھا وہ خواب سجدے میں

زمیں سے تا بفلک نور کا جھماکہ ہوا
سرِ حسین ہے یا آفتاب سجدے میں

ملا حلیمؔ کو صدقہ شہیدِ اعظم کا
جبینِ فکر ہوئی مستجاب سجدے میں

❖❖❖

منقبت حسنین کریمین

حق نے مانا حسن حسین کا ہے
ہر زمانہ حسن حسین کا ہے
قائدانہ حسن حسین کا ہے
فاتحانہ حسن حسین کا ہے
نور ہی نور ہے ہر اک بچہ
وہ گھرانہ حسن حسین کا ہے
جس کو کہتے ہیں چادر تطہیر
تانہ بانہ حسن حسین کا ہے
ہوں گے سائے میں مصطفیٰ والے
شامیانہ حسن حسین کا ہے
آتے جاتے ہیں بلبلِ سدرہٰ
آشیانہ حسن حسین کا ہے
گنگناتے ہیں جس کو اہل بہشت
وہ ترانہ حسن حسین کا ہے
جس میں ڈھل کر نکلتے ہیں شہدا
کارخانہ حسن حسین کا ہے

موت کو موت آگئی آخر
جاودانہ حسن حسین کا ہے
حورو غلماں بھی جھوم کر گائیں
شادیانہ حسن حسین کا ہے
نور کا رزق دودھ کی صورت
آب و دانہ حسن حسین کا ہے
روضۂ مصطفیٰ پہ شام و سحر
آنا جانا حسن حسین کا ہے
معترف ہے حقیقتِ علوی
عارفانہ حسن حسین کا ہے
صبر سجّاد ، فقر ایوبی
صوفیانہ حسن حسین کا ہے
کعبۂ عشق کو سلام کرو
گھر پرانہ حسن حسین کا ہے
ایک آنا نہیں ہے تیرا یزید
سولہ آنا حسن حسین کا ہے
کوئی بے گانہ ہو نہیں سکتا
ہر یگانہ حسن حسین کا ہے
خطبۂ کربلا کا رنگ حلیمؔ
عالمانہ حسن حسین کا ہے

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

نگارِ عرشِ معلیٰ، حسین کا سجدہ
چراغِ گنبدِ خضریٰ، حسین کا سجدہ
نبی کی پشت پہ چمکا حسین کا سجدہ
ہے انبیاء کا مصلیٰ حسین کا سجدہ
ہے لاکھوں سجدوں میں یکتا حسین کا سجدہ
ہے امتیوں میں تنہا حسین کا سجدہ
نماز عشق کا سجدہ حسین کا سجدہ
نیاز و ناز کا قبلہ حسین کا سجدہ
بہشتِ نور کا تارا حسین کا سجدہ
کہ جیسے قرآں کا پارا حسین کا سجدہ
حدیثِ فاطمہ زہرہ حسین کا سجدہ
علی کے علم کا دریا حسین کا سجدہ
جمال سید بطحیٰ حسین کا سجدہ
جلالِ صاحبِ اسریٰ حسین کا سجدہ
ضرور حشر میں کوثر پلائے گا سب کو
جو کربلا میں ہے پیاسا حسین کا سجدہ
بنا ہے لولو و مرجان کی طرح دیکھو
نبی کے تاج کا ہیرا حسین کا سجدہ

یہی وہ سجدہ ہے رب کے درود کے لائق
نبی نے ایسا سنوارہ حسین کا سجدہ
جو اپنے رب کی تجلی سے ہم کلام ہوا
مقامِ قرب کو پہنچا حسین کا سجدہ
یہ دونوں عرش پہ مہمان بن کے ملتے ہیں
اذاں بلال کی ، سجدہ حسین کا سجدہ
ادا ادا میں نمازِ علی کا شکرانہ
ادا کیا ہے دوگانہ حسین کا سجدہ
فرشتگانِ فلک کا سوال تھا رب سے
جواب بن کے دکھایا حسین کا سجدہ
فرازِ عرش نے چوما ، حسین کا سجدہ
بنا ہے کعبے کا طغرا ، حسین کا سجدہ
ہر ایک سجدہ براتی لگے ہے محشر میں
بنا ہے حشر میں دولہا حسین کاسجدہ
جنابِ فاطمہ زہرہ نے اپنے آنچل میں
بہت سنبھال کے رکھا حسین کا سجدہ
وہ ایک سجدہ جو معراج بند گی ٹھہرا
ہزار سجدوں کا سجدہ حسین کا سجدہ
نکالتا ہی رہے گا قیام محشر تک
یزیدیت کا جنازہ حسین کا سجدہ
بشر بشر ہے ملائک بھی جس پہ نازاں ہیں
ادا ہوا ہے کچھ ایسا حسین کا سجدہ

لب حسین تلاوت کرے ہے نیزے پر
ہے کر بلا کا صحیفہ حسین کا سجدہ
زمین کرب و بلا پر نبی کے سجدے سے
شعور سیکھ کے آیا حسین کا سجدہ
نمازِ عرش کا تحفہ برائے امت ہے
برائے عرش ہے تحفہ حسین کا سجدہ
یہ بات سرخ گلابوں سے پوچھ لے زاہد
چمن چمن کا وظیفہ حسین کا سجدہ
تمام خلق کو سیراب کردے کوثر سے
وہی ہے نور کا چشمہ حسین کا سجدہ
یہ بات نانا نواسے کے درمیاں کی ہے
نبی کے سجدے کا جلوہ حسین کا سجدہ
اسی سے امتِ عاصی نجات پائے گی
نجات کا ہے وسیلہ حسین کا سجدہ
حریم عرش کی انگشتری میں رب العلیٰ
سجایا مثلِ نگینہ حسین کا سجدہ
جو کربلا میں بہتر چراغ ہیں ان کو
عطا کیا ہے اجالا حسین کا سجدہ
حلیمؔ خوب پڑھے گا اسدؔ سرِ محفل
حسنیت کا قصیدہ حسین کا سجدہ

❖❖❖

الحسین

تجلیات سے دید و شنید کا مطلب
قتیلِ عشق سمجھتا ہے عید کا مطلب

جہاں نے دیکھا ہے کرب و بلا کی جنگ کے بعد
حسینی صبر نے بدلا یزید کا مطلب

اگر شہید نہ ہوتے شہیدِاعظم تو
زمانہ کیسے سمجھتا شہید کا مطلب

دھنسا ہوا تھا وہ ناپاکیوں کی دلدل میں
پلید جان چکا تھا پلید کا مطلب

لہو حسین کا تزئین کائنات کرے
شفق سے پوچھو قدیم و جدید کا مطلب

حسین دین ہیں اور دین کی پناہ حسین
معین دیں کی لغت میں شہید کا مطلب

بچا سکے نہ جو فسق وفجور سے دامن
وہ کیا بتائیں گے کارِ مفید کا مطلب

یہی سبب ہے کہ کرب و بلا کی جنگ ہوئی
نہ کوئی بدلے کلامِ مجید کا مطلب

ستارہ سَعد کا ڈوبا نحَس کے دریا میں
ارے نجس نہ تو سمجھا سعید کا مطلب

حسین پیر ، بہتر مرید ، دیں پہ نثار
یہی ہے اصل میں پیر و مرید کا مطلب

جو اہل بیت و صحابہ سے بغض رکھتا ہے
اسے بتا دو جہنم رسید کا مطلب

رجز پڑھے گا علی کے کچھار کا ہر شیر
کھلے گا دشت میں ہل من مزید کا مطلب

حسین اپنے نسب میں یگانہ ویکتا
یہی ہے مظہرِ نبوی ، وحید کا مطلب

حسین پاک کو بائیس ہزار لکھے خطوط
بتاؤ ، کوفیو ، وعدہ وعید کا مطلب

جو کھا کے ضرب ید اللّٰہی سوئے نار گیا
اسی سے پوچھو، عذابِ شدید کا مطلب

ولا تقول سے لا تشعرون تک پڑھ لو
کھلے گا تم پہ حیاتِ شہید کا مطلب

جو حق کی راہ میں مارے گئے وہ زندہ ہیں
الگ ہے دنیا سے قطع و برید کا مطلب

حلیمؔ مدحِ حسینی سے ہے سخن زندہ
بہت لطیف ہے ذوقِ مفید کا مطلب

❖❖❖

نوٹ: یہ منقبت اسپتال میں ۸ محرم الحرام کو لکھی گئی۔

منقبتِ امام حسین

وقارِ اہل حق کربل میں بل کھاتا ہوا آیا
یزیدی قوتوں پر خاک برساتا ہوا آیا
جہانِ جہل وظلمت کو فنا کرنے کی حسرت میں
پھریرا ملتِ بیضا کا لہراتا ہوا آیا
سمندر تشنگی کا پی لیا ننھے سے اصغر نے
جو سورج کربلا کی پیاس بھڑکاتا ہوا آیا
سبق پڑھ کر روپہلی فاطمی آنچل کے جھلمل میں
وہ باب العلم کے عرفاں کو سمجھاتا ہوا آیا
کبھی اسلام کی کشتی نہ ڈوبی ہے نہ ڈوبے گی
وہ بن کے ناخدا طوفاں سے ٹکراتا ہوا آیا
لہو کا آخری قطرہ بہا کر سبطِ پیغمبر
رخِ دینِ شہِ بطحیٰ کو چمکاتا ہوا آیا
سفینہ اہلِ بیت مصطفیٰ خود ناخدا بن کر
لبِ ساحل بنی والوں کو ٹھہراتا ہوا آیا
خلافت اور نیابت پر ملوکیت کا حملہ تھا
وہ باطل آمریت کے قلعے ڈھاتا ہوا آیا
حدیثِ کربلا سن کر نوائے کربلا سن کر
حلیمؔ بے نوا بھی اشک برساتا ہوا آیا

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

ہر نفس جھلسا رہی ہے کربلا کی دوپہر
کیا قیامت ڈھا رہی ہے کربلا کی دوپہر

کیا شجاعت کی ہے عظمت کیا شہادت کا وقار
دہر کو دکھلا رہی ہے کربلا کی دوپہر

کربلا کے بعد دنیا میں ہزاروں کربلا
یہ صدا دہرا رہی ہے کربلا کی دوپہر

موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اک زندگی
موت کو شرما رہی ہے کربلا کی دوپہر

بے مکاں، بے سائباں، تشنہ دہاں اور نیم جاں
کیا سے کیا دکھلا رہی ہے کربلا کی دوپہر

اک حسین ابن علی کے واسطے لاکھوں یزید
آئینہ دکھلا رہی ہے کربلا کی دوپہر

کربلا سے کربلا تک امتحان عشق گاہ
حسن کو سمجھا رہی ہے کربلا کی دوپہر

اک قیامت سے قیامت کا سفر جاری رہا
حشر تک پہنچا رہی ہے کربلا کی دوپہر

حق پرستی کا سبق پڑھ لے دبستانِ حیات
درس یہ فرما رہی ہے کربلا کی دوپہر

سر پہ سورج تشنگی کا اور زمیں شعلہ بکف
کس طرف لے جا رہی ہے کربلا کی دوپہر

پیاس کے گھر سے چلی تسنیم و کوثر کی سبیل
یہ روایت لا رہی ہے کربلا کی دوپہر

دل شہید کربلا کے نام پر قرباں حلیمؔ
روح کو تڑپا رہی ہے کربلا کی دوپہر

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

پاکیزہ صبح و شام ، محرم میں کیجئے
حد درجہ نیک کام ، محرم میں کیجئے

جلسوں کا اہتمام ، محرم میں کیجئے
ذکرِ شہِ انام ، محرم میں کیجئے

خوش ہوں گے مصطفیٰ بھی امام حسین بھی
دینِ نبی کا کام ، محرم میں کیجئے

بدعات و منکرات سے بچنا ہے لازمی
کوئی نہ فعلِ خام، محرم میں کیجئے

جو منسلک ہیں نسبتِ آل رسول سے
ان سب کا احترام ، محرم میں کیجئے

یہ سنتِ رسولِ علیہ السلام ہے
سب سے دعا سلام ، محرم میں کیجئے

پینا پلانا کام ہے باطل یزید کا
مت شیوۂ حرام ، محرم میں کیجیے

کھچڑا پکائیے یا سبیلیں لگائیے
جائز ہیں سارے کام ، محرم میں کیجیے

انسانیت کی پیاس بجھانے کے واسطے
اذکارِ تشنہ کام ، محرم میں کیجیے

عباس نامور کا علم دل سے تھام کر
باطل کو زیرِ دام ، محرم میں کیجیے

بچوں میں سرفروشی کا جذبہ جوان ہو
شمشیرِ بے نیام ، محرم میں کیجیے

روزہ نماز صدقہ و خیرات اے حلیمؔ
بخشش کا انتظام ، محرم میں کیجیے

❖❖❖

منقبت امامِ حسینؑ

دل میں جلاؤ شمع عقیدت حسینؑ کی
تاحشر کام آئے گی طلعت حسینؑ کی
جس سے حیات و موت کے معنیٰ بدل گئے
کس درجہ جاں‌فزا ہے شہادت حسینؑ کی
اے دشتِ نینوا اسے رکھنا سنبھال کے
ہر ذرے میں نہاں ہے کرامت حسینؑ کی
دنیائے انقلاب کی تاریخ ہے گواہ
بے مثل ہے جہاں میں قیادت حسینؑ کی
جتنے فنا نصیب ہیں کربل کا رخ کریں
جامِ بقا پلاتی ہے قربت حسینؑ کی
اک عرش کی مثال ہے روئے زمین پر
آغوش فاطمہ میں ہے تربت حسینؑ کی
اب بھی یزیدِ وقت کی نیندیں حرام ہیں
دستِ خدا سے جا لگی بیعت حسینؑ کی
ایسا شہید جس کی گواہی دیں مصطفیٰؐ
اللہ کو پسند شہادت حسینؑ کی
لاریب وہ رسول کو پیارا ہوا حلیمؔ
جس کے دلوں میں نقش ہے الفت حسینؑ کی

❖❖❖

منقبت امامِ حسینؑ

گلہائے نو بہار محرم کے چاند میں
روتے ہیں زار زار محرم کے چاند میں

کلیاں ہیں سوگوار ، محرم کے چاند میں
پژمردہ ہے بہار ، محرم کے چاند میں

کانوں میں آ رہی ہیں الم ناک سسکیاں
ہے ماتمی پکار ، محرم کے چاند میں

مولا علی بھی فاطمہ زہرہ بھی غم زدہ
آقا بھی اشکبار ، محرم کے چاند میں

آیا ہے کربلا میں شہادت کے واسطے
اصغر سا شیر خوار محرم کے چاند میں

اسلام کی رگوں میں نیا خون بھر دیا
عباس ذی وقار ، محرم کے چاند میں

پیاسی زمین پیاسا فلک پیاسے اہلِ بیت
پیاسوں کی ہے قطار محرم کے چاند میں

روتا ہے سنگ دل بھی بڑے احترام سے
ہر کوئی دل فگار ، محرم کے چاند میں

یاد آ رہی ہیں اکبر و قاسم کی صورتیں
زخموں کے لالہ زار ، محرم کے چاند میں

اولاد کو نثار کیا بھائی کے لئے
بھائی بہن کا پیار ، محرم کے چاند میں

نوک قلم کو اِذن ملا ، منقبت لکھی
اشعار اشکبار ، محرم کے چاند میں

لکھئے حلیمؔ کرب و بلا کی حکایتیں
ہے جنتی شعار ، محرم کے چاند میں

❖❖❖

منقبتِ امام حسین

یہ میرے دل سے پوچھئے کہاں کہاں حسین ہیں
جہاں جہاں ہیں مصطفیٰ وہاں وہاں حسین ہیں

لہو جو ان کا مل گیا گلاب جیسا کھل گیا
نبی کا باغ کہہ اٹھا وہ باغباں حسین ہیں

فنا فنا یزیدیت ، بقا بقا حسنیت
یزید نار نار ہے ، جناں جناں حسین ہیں

زمیں پہ رینگتی ہوئی یزیدیت کو کیا خبر
فلک فلک کو ہے پتہ کہ آسماں حسین ہیں

خدا کا جو کلام ہے وہ مصطفیٰ کے نام ہے
اسی زبانِ حق نما کے ترجماں حسین ہیں

نبی کی ذات سے عیاں ، نبی کی بات سے عیاں
وہ ہم زباں حسین ہیں وہ رازداں حسین ہیں

وہ مصطفیٰ کی آن بھی وہ مرتضیٰ کی شان بھی
وہ فاطمہ کی جان بھی ، وہ جانِ جاں حسین ہیں

درود ہر نماز میں ، سلام ہر نیاز میں
زمانہ کیا مٹائے گا ، اذاں اذاں حسین ہیں

نہ حرف کوئی آئے گا نبی کے دین پر حلیمؔ
شریعتِ محمدی کے پاسباں حسین ہیں

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

قطرہ حسین کا ہے سمندر حسین کا
مداح خود ہے خالقِ اکبر حسین کا

جس آئینے میں جلوہ بدخشاں نبی کا عکس
وہ پیکرِ جمال ہے پیکر حسین کا

دینِ محمدی کا چمن خلد ساز ہے
ریحان بن کے مہکا گلِ تر حسین کا

قرآن اور حسین نہ ہوں گے کبھی جدا
قرآن پڑھ رہا ہے کٹا سر حسین کا

زینب پکارتی ہیں یہ اصغر کو دیکھ کر
اسلام کے صدف میں ہے گوہر حسین کا

مولا علی کے باغ کا ہر پھول لا جواب
خلد بریں کی جان صنوبر حسین کا

تشنہ دہن کے واسطے نذر و نیاز کر
گر چاہتا ہے حشر میں کوثر حسین کا

کیسے بچے گا نارِ جہنم سے تو یزید
تجھ کو تلاش کرتا ہے خنجر حسین کا

تاریخ کائنات میں جس کی نہیں مثال
ایسا علی نواز ہے تیور حسین کا

بھائی بھتیجے، بھانجے و بیٹے بھی سرخرو
اسلام پر فدا ہوا گھر بھر حسین کا

خیراتِ اہل بیت کا طالب حلیمؔ ہے
کہلائے دو جہاں میں گداگر حسین کا

❖❖❖

منقبتِ امام حسینؑ

اُف آلِ نبی کے گلشن کو ویران بنایا جاتا ہے
آنکھوں میں خزاں لہراتی ہے پہلو میں جگر تھراتا ہے

دلگیر صدائیں بانو کی ، پھر دشتِ بلا میں گونج اٹھیں
اے میرے مقدر کا سورج کیوں دور تو ڈوبا جاتا ہے

اکبر کی جوانی نذر ہوئی عباس بھی کھوئے کربل میں
اسلام کی عظمت کی خاطر گھر بار لٹایا جاتا ہے

یہ درس ملا انسانوں کو کربل کے سلگتے منظر سے
تلوار کی جھنکاروں میں بھی ایمان بچایا جاتا ہے

اس مردِ خدا کی عظمت پر خود موت کو موت آجاتی ہے
مرتا ہے جو دینِ حق کے لئے وہ زندہ ہی کہلاتا ہے

کیا لکھے حلیمؔ زار بتا جو کرب و بلا میں ظلم ہوا
رودادِ شہادت دنیا کو رو رو کے سنایا جاتا ہے

❖❖❖

منقبتِ امام حسینؑ

نورِ نبی کے نور کی تنویر ہر طرف
یہ ہے مقامِ جلوۂ شبیر ہر طرف

جنت کی آرزو ہے تو چلئے فرات پر
بکھری ہوئی ہے خلد کی تعبیر ہر طرف

چل کر گلوئے ناز پہ سبطِ رسول کے
رسوا ہوئی ہے شمر کی شمشیر ہر طرف

اصغر کی تشنگی کی کرامت تو دیکھئے
لکھی گئی ہے پیاس کی تفسیر ہر طرف

جو بھی غلامِ سبطِ رسالت مآب ہے
اس کو خدا نے بخشی ہے توقیر ہر طرف

اس کی نظر میں دولت دنیا کی کیا بساط
جس کے لئے ہے خلد کی جاگیر ہر طرف

اسلام کے فروغ و بقا کیلئے حلیمؔ
خونِ حسین کرتا ہے تشہیر ہر طرف

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

آپ کیا جانیں کیا محرم ہے
یہ تو قربانیوں کا موسم ہے

روئے گل پر جو اتری شبنم ہے
چشم افلاک جیسے پر نم ہے

کیا مقامِ شہیدِ اعظم ہے
جس کی مداح روحِ آدم ہے

ان کی قربانیوں کے صدقے میں
دینِ اسلام تک منظم ہے

دیکھ کر پیاس ننھے اصغر کی
پانی پانی فرات و زم زم ہے

دل کے ٹکڑے حسین اور حسن
یہ حدیثِ رسولِ اعظم ہے

تا قیامت کہیں گے اہل وفا
تازہ تازہ حسین کا غم ہے

آسماں پر شفق کی رنگینی
یہ بھی خونِ شہیدِ اعظم ہے

اُم سلمہ نے خواب میں دیکھا
شاہِ طیبہ کا ایسا عالم ہے

خوں شہیدوں کا لے کے شیشی میں
آنکھ پر نم ہے زلف برہم ہے

کس کو معلوم کہ شہ دیں کو
سب سے زیادہ حسین کا غم ہے

سر ہے نیزے پہ آفتاب نما
دیکھ دینِ نبی کا پرچم ہے

ظلم کی انتہا ہے کربل میں
صبر کا بھی عجیب عالم ہے

بارگاہ رسول میں اے حلیمؔ
جو حسینی ہے وہ معظم ہے

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

نظر نظر میں آج بھی ہے جستجو حسین کی
جگر جگر میں ضو فشاں ہے آرزو حسین کی

فلک فلک بتائیں گے، ملک ملک سے پوچھئے
سخن سخن کے درمیاں ہے گفتگو حسین کی

وہ رب سے ہم کلام ہے، شہید کا امام ہے
جبینِ عشق آج بھی ہے، قبلہ رو حسین کی

حجاب در حجاب میں ، نقاب در نقاب میں
تجلیاتِ کبریا ہے روبرو حسین کی

حقیقتِ محمدی کا آئینہ بھی عکس بھی
حیات اس قدر ہوئی ہے سرخرو حسین کی

کوئی اسے گھٹا سکے نہیں نہیں کبھی نہیں
فلک مآب عرش پہ ہے آبرو حسین کی

❖❖❖

منقبت امامِ حسین

عزت مآب صاحب توقیر ہیں حسین
محبوبِ کردگار کی تصویر ہیں حسین

اک وار ہی میں نسل یزیدی فنا ہوئی
شیر خدا کے ہاتھ کی شمشیر ہیں حسین

شامل نہ ہو درود تو ہوتی نہیں نماز
یعنی نمازِ عشق کی تکبیر ہیں حسین

اب دوسرا یزید نہ ہوگا جہان میں
ظلم وستم کے پاؤں کی زنجیر ہیں حسین

قرآن و اہل بیت نہ کیوں ساتھ ہوں
قرآن ہیں رسول تو تفسیر ہیں حسین

دیکھا تھا جو رسول کی آنکھوں نے ایک بار
اس خوابِ عرشِ ناز کی تعبیر ہیں حسین

تلوار ہار جاتی ہے گردن کی دھار سے
لوحِ جہادِ عصر کی تحریر ہیں حسین

دیکھو شہیدِ ناز کی زندہ کرامتیں
نوکِ سناں پہ قرآں کی تقریر ہیں حسین

❖❖❖

منقبتِ امام حسین

ظلمتِ دنیا کو نورِ جاودانی دے گیا
جنتی سردار جنت کی نشانی دے گیا
دیکھئے خونِ علی کی یہ کرامت دیکھئے
گلشنِ اسلام کو تازہ جوانی دے گیا
کربلا والوں کے غم پر سیکڑوں خوشیاں نثار
بوند بھر غم کا اجالا شادمانی دے گیا
دیکھئے اصغر کے ہونٹوں پر تبسم کا وقار
خنجرِ باطل کو کیسی بے زبانی دے گیا
ساقیٔ کوثر کا بیٹا خود تو پیاسا تھا مگر
پیاس کی ماری ہوئی دنیا کو پانی دے گیا
حشر تک ایمان کی کشتی نہ ڈوبے گی کبھی
خون دے کر وہ ہوا کو بادبانی دے گیا
اس کو کہتے ہیں عبادت اس کو کہتے ہیں شہید
رب کا ہر پیغام سجدوں کی زبانی دے گیا
خطبۂ زینب میں یہ تاثیر تھی ، اک ایک لفظ
شبنمی احساس کو شعلہ فشانی دے گیا
تیرے لرزیدہ قلم کو اے حلیمؔ بے نوا
فاتحِ کرب و بلا حسنِ بیانی دے گیا

❖❖❖

حسین کا مسلک

لہو سے شمع جلانا ، حسین کا مسلک
چراغِ ظلم بجھانا ، حسین کا مسلک
بس ایک جاں نہیں سو جان بھی ہو گر حاصل
رہِ خدا میں لٹانا ، حسین کا مسلک
زمینِ کعبہ و طیبہ کی سر بلندی میں
سروں کے پھول کھلانا ، حسین کا مسلک
ہر اک جہاد کی تاریخ میں انوکھا سوال
جواب بن کے دکھانا ، حسین کا مسلک
یہ دین و دنیا کے مابین تھی انوکھی جنگ
وقارِ دین بچانا ، حسین کا مسلک
خوشی خوشی رہِ حق میں ، رضائے حق کے لئے
تمام کنبہ لٹانا ، حسین کا مسلک
نبی کی پاک نیابت کو اور خلافت کو
یزیدیت سے بچانا ، حسین کا مسلک
کہیں جو شرک و ضلالت ہو کفر و بدعت ہو
تمام نقش مٹانا ، حسین کا مسلک
حلیمؔ جتنے سلاسل علی کے در سے ملے
نبی سے سب کو ملانا حسین کا مسلک

❖❖❖

منقبت امام کربلا

فرطِ غمِ حسین میں خورشید ڈھل گیا
کرب و بلا کی خاک کو چہرے پہ مل گیا
دریائے خوں میں دیکھ کے اکبر کی لاش کو
زینب کی آرزو کا کلیجہ دہل گیا
زندہ ہیں ابنِ حیدر کرار آج بھی
لیکن یزیدیت کا جنازہ نکل گیا
زم زم نصیب زیست وہ بے آب سی ہوئی
پتھر کا جسم موم کی صورت پگھل گیا
سر دے دیا مگر نہ کی بیعت یزید کی
قولِ امامِ پاک اٹل تھا اٹل گیا
جب ذوالفقارِ ابنِ علی کی ہوا چلی
میدانِ کارزار کا نقشہ بدل گیا
بانو پکارتی ہیں کہ اصغر ہیں جاں بلب
ہونٹوں پہ تشنگی کا سمندر ابل گیا
لکھی جو داستانِ شہید وفا حلیمؔ
اشکوں کی گرم بوندوں سے دامن بھی جل گیا

❖❖❖

شہیدانِ کربلا

شاہِ کربل حسینِ اعظم کا نقش کوئی مٹا نہیں سکتا
ان کی قربانیوں کے جلوے کو یہ زمانہ بھلا نہیں سکتا
تیر کھا کر بھی مسکرانا ہے ، یہ شہیدوں کا وہ گھرانا ہے
دیں کی خاطر کوئی علی کی طرح اپنا کنبہ لٹا نہیں سکتا
بابِ خیبر شکن علی مولا نازشِ پنجتن علی مولا
اپنے قاتل کو دے دیا شربت کوئی ان سا دکھا نہیں سکتا
جن کا نانا رسول اعظم ہو اور نواسہ شہید اعظم ہو
ان کے دامن کو چھوڑ کر زاہد کوئی جنت میں جا نہیں سکتا
ان کو اسلام کو بچانا تھا جا کے کربل میں سر کٹانا تھا
ورنہ شیرِ خدا کے بیٹوں پر کوئی خنجر اٹھا نہیں سکتا
راکبِ دوشِ مصطفی کہیئے دیدۂ نورِ فاطمہ کہیئے
شیر کا بیٹا شیرِ کربل سے کوئی پنجہ ملا نہیں سکتا
رنگ ہے نور ہے شباہت ہے اک نئی فکر کی علامت ہے
ایسا لہجہ حلیمؔ حاذق کا کوئی دل سے بھلا نہیں سکتا

❖❖❖

عباس علمدار

نہ ٹوٹ جائے سکینہ کی آس یا عباس
کھڑی ہے دیر سے خیمے کے پاس یا عباس
یہ کون پوچھے گا کرب و بلا کے سورج سے
جھلس رہی ہے امیدوں کی گھاس یا عباس
کفن بدوش چلے سوئے قتل گاہِ جفا
سیاہ ہوگئے سادہ لباس یا عباس
چچا، بھتیجی کی نسبت کو مل گئی معراج
وفا شناس ہیں وہ حق شناس یا عباس
وفا شناس یہ بولے گا آخری دم تک
ہے کون تجھ سا کوئی حق شناس یا عباس
کٹے ہیں بازو ، چھدا سینہ ، آسماں خاموش
بس ایک گونجی صدا پیاس پیاس یا عباس
سمندروں کا کلیجہ بھی غم سے سوکھ گیا
جو دیکھی اکبر و اصغر کی پیاس یا عباس
نجف کی سمت کہا یا علی مدد کیجئے
ہوا ہے مکہ ، مدینہ اداس یا عباس
چچا سے مانگ کر پانی سکینہ لائے گی
کوئی ہے خیمے میں محوِ قیاس یا عباس

❖❖❖

امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ

علومِ اسلامیہ کے پیکر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
حدیث و قرآں کے ہیں سمندر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
علوم قرآں کی ساری جہتیں ، شعور و فکر و نظر پہ روشن
حدیثیں تھیں پانچ لاکھ ازبر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
امامِ باقر کے مدعا ہیں امامِ حماد کی عطا ہیں
بشارت مصطفےٰ سراسر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
امامِ حنبل ، امام مالک کہ شافعی سا امام برحق
سبھی کے مرکز ہر اک کے سرور ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
حدیث دانی میں بدرِ کامل ، ہیں فقہ و افتا کے بحرِ ساحل
مکمل اکمل ہے فقہ اکبر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
حدیث وقرآں کے دائرے میں سبھی مسائل بیاں کئے ہیں
ہو علم جس میں وہ دیکھے جا کر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
وہ فقہ وافتا کے آسماں ہیں، سراج امت ہیں کہکشاں ہیں
وہ تابعی مجتہد ہیں برتر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
بخاری، مسلم و ابن ماجہ ہر اک محدث کے پاسباں ہیں
تمام فقہائے دیں کے رہبر ، امامِ اعظم ابوحنیفہ
رہے گی دنیا حلیمؔ جب تک، رہے گا باقی یہ حنفی مسلک
پکار اٹھے یہ رضوی تیور ، امامِ اعظم ابوحنیفہ

❖❖❖

غوثِ اعظم

محبت ہی محبت ہے محبت غوثِ اعظم کی
شریعت غوثِ اعظم کی طریقت غوثِ اعظم کی

نبیٔ دو جہاں کے معجزے کا معجزہ بن کر
ہوئی ظاہر زمانے میں کرامت غوثِ اعظم کی

وہ جب تقریر کرتے تھے زباں سے پھول جھڑتے تھے
حدیثِ عشق کی خوشبو ، روایت غوثِ اعظم کی

لعابِ مصطفیٰ و مرتضیٰ کا فیض جاری ہے
فصاحت غوثِ اعظم کی بلاغت غوثِ اعظم کی

نبی ہیں مالکِ جنت ، علی ہیں قاسم جنت
مکمل خلد کی نعمت ، وراثت غوثِ اعظم کی

فضائل میں وہ اصحابِ نبی کے بعد افضل ہیں
کوئی گن ہی نہیں سکتا فضیلت غوثِ اعظم کی

زمانے بھر کے پروانے کھنچے جاتے ہیں روضے پر
عظیم المرتبت دنیا میں تربت غوثِ اعظم کی

شبیہ غوثِ اعظم ، ہند میں ہیں مفتی اعظم
ملی ہے اعلیٰ حضرت کو نیابت غوثِ اعظم کی

❖❖❖

غوثِ اعظم

دامن دامن موتی بھر دے صدقہ غوثِ اعظم کا
سات سمندر سے بھی ہے گہرا کوزہ غوثِ اعظم کا
جس کو سلامی دینے آئیں سورج چاند ستارے بھی
ایسا با عظمت ہے واعظ تلوہ غوثِ اعظم کا

......☆......

وقتِ مدد ہے کرنا امداد غوث اعظم
ہم دل سے کرر ہے ہیں فریاد غوث اعظم
للہ اب تو کیجئے آباد شاہِ جیلاں
اب قوم ہو رہی ہے برباد غوث اعظم

......☆......

سراپا خاک ہیں لیکن بڑے ادراک والے ہیں
زمیں کی گود میں ہم منزلِ افلاک والے ہیں
خدا والے ، نبی والے ،علی والے ، ولی والے
خدا کا شکر ہے ہم لوگ غوثِ پاک والے ہیں

❖❖❖

منقبت حضور غوث اعظم

نبی کے ہیں نورِ نظر غوث اعظم
علی کے ہیں لختِ جگر غوثِ اعظم
مدینے کا جب ہو سفر غوثِ اعظم
تو بغداد ہو رہگزر غوثِ اعظم
منور ہو قلب و جگر غوث اعظم
ولایت کی کیجیے نظر غوثِ اعظم
فلک پر ولایت کے لاکھوں ستارے
تو ان میں ہے مثلِ قمر غوث اعظم
زبانِ ولایت سے سمجھا رہے ہیں
مقامات خیر البشر غوث اعظم
نبی مکرم کے ظل حسن ہیں
مجلی رخِ معتبر غوثِ اعظم
سراج المنیرا کے جلوؤں کا پرتو
چراغِ وجودِ سحر غوثِ اعظم
تو ہے عبدِ قادر تری عبدیت میں
کھلے ہیں تصرف کے در غوثِ اعظم
کتابِ ولایت میں مذکور تجھ سے
خفی و جلی ، بااثر غوثِ اعظم
حلیم حزیں پر ہو چشم کرامت
غلامی ملے عمر بھر غوثِ اعظم

❖❖❖

پیر و مرشد خواجۂ ہندالولی
خواجہ عثمان ہارونی

انوارِ ولایت کے امیں خواجۂ عثماں
روشن کئے ایمان و یقیں خواجۂ عثماں
جلوؤں سے منور ہوئی دنیائے عقیدت
کہتی ہے محبت کی جبیں خواجۂ عثماں
کس طرح ہو بے نام کبھی آپ کا شیدا
ہرگز نہیں بالکل ہی نہیں خواجۂ عثماں
اسلافِ بزرگاں کی ہے منھ بولتی تصویر
ہر ایک ادا سب سے حسیں خواجۂ عثماں
اک بار اگر دیکھیں ولایت کی نظر سے
سو بار کہیں خواجہ معیں ، خواجۂ عثماں
ہیں خواجۂ اجمیر ولایت کی نشانی
منجملہ سب اوصاف حسیں خواجۂ عثماں
تقسیم کیا کرتے ہیں جنت کے خزانے
اس بات کا ہے مجھ کو یقیں، خواجۂ عثماں

❖❖❖

خواجہ غریب نواز

زمینِ ہند کی عظمت معین الدین اجمیری
رہے گی حشر تک شہرت معین الدین اجمیری
ہے علم سینہ کی صورت معین الدین اجمیری
تصوف کی حسیں جنت معین الدین اجمیری
دیارِ ہند کی قسمت معین الدین اجمیری
عطائے سرورِ رحمت معین الدین اجمیری
نبی کا معجزہ بن کر عطائے مصطفی بن کر
جگائے ہند کی قسمت معین الدین اجمیری
ہے سرنامہ کرامت کا کھلا دروازہ جنت کا
امینِ مالکِ جنت ، معین الدین اجمیری
سلاطین زمانہ تاج رکھ دیتے ہیں قدموں پر
تمہاری شان اور شوکت معین الدین اجمیری
حلیمِ بے نوا آیا سلامی پیش کرنے کو
بدل دو اب مری قسمت معین الدین اجمیری

❖❖❖

بارگاہِ غریب نواز

ہمارے واسطے بابِ قبول ہیں خواجہ
قسم خدا کی عطائے رسول ہیں خواجہ
وہ آئے ہند میں خوشبوئے مصطفی لے کر
حسن حسین کے گلشن کے پھول ہیں خواجہ

......☆......

ہیں بزم کشف و کرامت کے آسماں خواجہ
حدیثِ عشق نبوت کے ترجماں خواجہ
گلِ بہشت ہیں گلزار فاطمی کے گلاب
ہیں اہلِ بیت کی خوشبوئے جاوداں خواجہ

......☆......

نبی کے دین کے ہیں پاسباں غریب نواز
زمینِ ہند کے ہیں آسماں غریب نواز
امیرِ شہر بھی بن کر غریب جاتے ہیں
ہے فیض بخش ترا آستاں غریب نواز

❖❖❖

خواجہ نظام الدین اولیاء

صبر و رضا کا چشتی ساغر چھلک رہا ہے چھلکے گا
اک اک بوند سے عشقِ الٰہی ٹپک رہا ہے ٹپکے گا

اس کی خوشبو ہے عثمانی ، موسم اس کا نورانی
باغِ چشت کا روحی غنچہ چٹک رہا ہے چٹکے گا

عشق نبی کا بلبل بن کر شاخ ولایت پر ہر دم
خسرو کی آواز حسیں میں چہک رہا ہے چہکے گا

ان کی ولایت کی مہتابی چاند کو بھی شرماتی ہے
ان کا جلوہ سورج بن کر چمک رہا ہے چمکے گا

ان کے میخانے میں آ کر رند الست یہ بول اٹھے
ساغر وحدت جامِ سنت چھلک رہا ہے چھلکے گا

ان کا جو میخوار ہوا ہے خلد کا وہ حق دار ہوا
ان کے فیض و کرم کا سکہ کھنک رہا ہے کھنکے گا

❖❖❖

مخدوم صابر پیا کلیری

جو آیا ذہن میں حسنِ خیال صابر کا
نگاہ قلب میں اترا جمال صابر کا
نگار خانۂ ہستی میں بجلی کوند اٹھی
جلال ربی کا عکسِ جلال صابر کا
مقامِ قرب الٰہی میں ایسی قربیت
فنا بقا کے سمندر میں جال صابر کا
ہیں معرفت کے شبستاں میں بن کے مہر جمال
زمانہ دیکھ لے روئے جمال صابر کا
تجلیات کی موجوں میں ناخدائے جہاں
تصرفات دلوں پر ، کمال صابر کا
نگاہِ عشق میں حسنِ مجاز کیا ٹھہرے
جلا کے خاک کرے اک جلال صابر کا
ہے عکس تاب ولایت کی نور افشانی
مثالِ آئینہ ہر خد و خال صابر کا
حدیث صبر و قناعت کی معنوی تعبیر
جہاں نے دیکھا ہے جود و نوال صابر کا
جو فقر و فاقہ کی وادی میں بارہ سال کٹے
فقط خدا کا تصور ، مآل صابر کا
مقامِ قربِ الٰہی، مقامِ محبوبی
خدا ہی جانے بلندی کا حال صابر کا
نبی کے عشق کی تفسیر بن گئی ہے حلیمؔ
تڑپ اویسی تو سوزِ بلال صابر کا

❖❖❖

مخدوم بہاری سیدنا شرف الدین
یحیٰ منیری علیہ الرحمہ

اہلِ تصوف کی پھلواری ، شرفہ بہاری
پھول کھلائے کیاری کیاری ، شرفہ بہاری
اہلِ سنن کے ہر خطے پہ چھائی ہوئی ہے
آپ کے دم سے بادِ بہاری ، شرفہ بہاری
ایسا نوازہ دولتِ حق سے تو نے گدا کو
ہلکا پلہ ہو گیا بھاری ، شرفہ بہاری
بحرِ تصوف کی موجوں کی طغیانی میں
روحانی خوشبو کی سواری ، شرفہ بہاری
راہِ شریعت ، راہِ طریقت کے رہبر تم
دور کریں ہراک دشواری ، شرفہ بہاری
آپ کی مکتوبات کی عظمت سے روشن ہے
ایک صدی صدیوں پہ بھاری ، شرفہ بہاری
اپنے حلیم حاذق پر بھی چشم کرم ہو
آپ کے در کا ہے یہ بھکاری ، شرفہ بہاری

❖❖❖

مخدوم صابر پیا کلیر شریف

کلیر شریف جاکر تقدیر کو جگالے
مل جائیں گے یقینا ایمان کے اجالے
رب سے ملانے والا ایسا نہیں ملے گا
کوئی پلانے والا ایسا نہیں ملے گا
دریائے معرفت سے تشنہ لبی بجھالے
ظاہر بھی ان کا روشن باطن بھی نور والا
روضے سے چھن رہا ہے تقدیس کا اجالا
گنج شکر کا تحفہ ، صابر ہیں ان کے پالے
دربار صابری کا فیضان ہو رہا ہے
نردھن جو بن کے پہنچا دھنوان ہو رہا ہے
جس کو ہے آزمانا وہ جا کے آزما لے
چشتی نظامی گلشن کیسا ہرا بھرا ہے
ہر اک فریدی غنچہ کھل کر یہ کہہ رہا ہے
صابر پیا کے در سے اپنی مراد پالے
یہ صوفیا کی مجلس وہ اولیا کی محفل
اہلِ نظر ہیں علما کیا سوچتا ہے اے دل
صابر پیا کو اپنا تو رہنما بنالے
نظروں میں ہے اداسی اور روح پیاسی پیاسی
دنیا میں ہر طرف ہے یہ کیسی بدحواسی
لے کر دعائے صابر تقدیر تو جگالے

❖❖❖

مخدوم سرکار علاء الحق پنڈوی

شریعت اور طریقت کا یہ سنگم بے مثالی ہے
کبھی رنگِ جلالی ہے کبھی رنگِ جمالی ہے

بھروسہ کیوں نہ ہو اہلِ عقیدت کا شہا تم پر
تمہاری ذات کی تقدیس وعظمت دیکھی بھالی ہے

کچھ ایسے بھی خدا والے یہاں آرام فرما ہیں
کہ جن کی سیرت وصورت زمانے میں مثالی ہے

خیالِ مصطفی سے ایک پل غافل نہیں ہوتے
مگر دنیائے صد رنگی سے یکسر بے خیالی ہے

خدا جانے کہاں سے بھیڑ پروانوں کی آ پہنچی
کسی نے کہہ دیا ہوگا کہ یہ شب عرس والی ہے

خدا سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوجائے
ولی کی ذات پر جس شخص نے کیچڑ اچھالی ہے

انہیں جو جانتے ہیں مانتے ہیں برملا بولے
یہ دل اللہ والا ہے زباں اللہ والی ہے

لئے کاسہ امیدوں کا حلیمؔ بے نوا آیا
شہا چشم کرم کردیں کہ اُس کی جھولی خالی ہے

❖❖❖

سرکار مخدوم اشرف سمنانی

مخدوم کے دربار کی ہر بات مقدس
محفوظ جہاں رکھی ہے سوغات مقدس

دنیائے عقیدت کے سوالات مقدس
مخدوم عطا کردیں جوابات مقدس

ہے چادرِ تطہیر کا اک ٹکڑا یہاں بھی
وہ فاطمی آنچل کی عنایات مقدس

ہے معجزۂ سرورِ عالم کا حسیں فیض
ملتی ہیں جہاں نوری کرامات مقدس

کیا دستِ تصوف میں حنا بندی ہوئی ہے
عرفان کے ملتے ہیں اشارات مقدس

سب عرس کی تقریب میں شامل نظر آئے
انساں ہوں فرشتے ہوں کہ جنات مقدس

مخدوم کے روضے پہ ہیں جنت کی بہاریں
ہوتی ہے سدا نور کی برسات مقدس

❖❖❖

سرکار مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی، کچھوچھہ شریف

ہر سمت روشنی ہے ، مخدوم کی گلی میں
دنیا سمٹ گئی ہے، مخدوم کی گلی میں
روحانیت کا منظر، جذبات کا سمندر
کیا رنگِ بے خودی ہے، مخدوم کی گلی میں
تاروں کی جھلملاہٹ، کرنوں کی مسکراہٹ
کیا لطفِ چاندنی ہے، مخدوم کی گلی میں
فیضان بٹ رہا ہے، ہر آن بٹ رہا ہے
کس چیز کی کمی ہے، مخدوم کی گلی میں
اولادِ غوث اعظم، حسنی حسینی سید
یہ نسل سیدی ہے ، مخدوم کی گلی میں
گلہائے قادریت، خوشبوئے چشتیت بھی
نور عین مشربی ہے، مخدوم کی گلی میں
چن کر حلیم لائے مدحت کی چند کلیاں
مقبول شاعری ہے ، مخدوم کی گلی میں

❖❖❖

مخدوم سیدنا امجھر شریف

مرے آقا مرے مولا مرے غم خوار سیدنا
میں ہونا چاہتا ہوں حاضر دربار سیدنا
نہ کوئی ہم زباں اپنا نہ کوئی ہم نوا اپنا
کروں کس سے میں اپنے درد کا اظہار سیدنا
مری دنیائے ہستی لٹ نہ جائے آپ کے ہوتے
کہے گا کیا زمانہ اے مرے غم خوار سیدنا
ہوا بیمار کچھ ایسا کہ مشکل ہوگیا جینا
علاجِ دائمی کرنا مرے سرکار سیدنا
غلامِ غوث و خواجہ ہوں یہی پہچان ہے میری
عطا کردیں غلامی کی سند اک بار سیدنا
نبی کی نعت لکھوں اولیا کی منقبت لکھوں
عطا ہو علم نافع اور قلم کی دھار سیدنا
بھکاری اور داتا کا بڑا انمول رشتہ ہے
کہوں اک بار سیدنا ملے سو بار سیدنا
عطا ہو قادری دربار سے ایمان کی لذت
حلیمؔ خوش بیاں لکھے سدا اشعار سیدنا

❖❖❖

سلطان العارفین

سیدنا شہباز محمد، بھاگلپوری

حسنِ مجسم عشق سراپا ، سیدنا شہباز محمد
نورِ نبوت کا ہے جلوہ ، سیدنا شہباز محمد
اپنے وفاداروں کے ملجا ، اپنے فداکاروں کے ماویٰ
ہم سب کے مضبوط وسیلہ ، سیدنا شہباز محمد
آپ کے در کا فیض ہے جاری، اک ذرہ سورج پہ بھاری
آئے در پر راجا پرجا ، سیدنا شہباز محمد
زیرِ قدم تاج سلطانی، فقر و غنا میں ہیں لاثانی
ولیوں میں ممتاز ہے رتبہ ، سیدنا شہباز محمد
صدیوں سے فیضان کی بارش بھاگلپور میں نور کی بندش
گلشنِ زہرہ کا اک غنچہ ، سیدنا شہباز محمد
جن کا سبق ہے عرش بریں پر، نقشِ ولایت لوح جبیں پر
شرحِ حقائق ہر اک جملہ ، سیدنا شہباز محمد
خشک ہوئے آنکھوں میں آنسو جلنے لگے افکار کے پہلو
سنئے حلیمؔ زار کا قصہ ، سیدنا شہباز محمد

❖❖❖

منقبت ساداتِ بلگرام

ساداتِ بلگرام میں ساداتِ بلگرام
ولیوں میں نیک نام ہیں ساداتِ بلگرام
تہذیب مصطفیٰ کے اجالوں میں دیکھئے
سب صاحب مقام ہیں ساداتِ بلگرام
خیر کثیر والے گھرانے کے فرد فرد
آئینِ احترام ہیں ساداتِ بلگرام
روحانیت کی پیاس بجھانے کے واسطے
حلقہ بدست جام ہیں ساداتِ بلگرام
سرکارِ کائنات کی خوشبو رچی بسی
خلد آفریں نظام ہیں ساداتِ بلگرام
دینِ محمدی کے تحفظ کے واسطے
مصروف صبح و شام ہیں ساداتِ بلگرام
گستاخ اہل بیت و صحابہ منائیں خیر
شمشیر بے نیام ہیں سادات بلگرام
مارہرہ کالپی و مسولی کے تاجدار
وہ میرِ بلگرام ہیں ساداتِ بلگرام

❖❖❖

سرکار احسن العلما مارہرہ شریف

زینتِ بزم ولایت احسن العلما کی ذات
منبعِ رشد و ہدایت احسن العلما کی ذات
مصطفیٰ سے مصطفائی ، مرتضیٰ سے حیدری
فیض و بخشش کی روایت ، احسن العلما کی ذات
مجمع البحرین جن کا سلسلہ ہے بے گماں
شاہِ برکت کی کرامت ، احسن العلما کی ذات
اپنے چھوٹوں سے کریں خندہ لبی سے گفتگو
باپ دادا کی شرافت احسن العلما کی ذات
مسلکِ احمد رضا ہے مشرب برکاتیت
ہے یہ درسِ قادریت احسن العلما کی ذات
ہم غلامانِ رضا ہیں خادم برکاتیت
دے گئی روشن ہدایت احسن العلما کی ذات
آنچ آ سکتی نہیں مارہرہ والوں پر کبھی
ہے کھلی چشمِ کرامت، احسن العلما کی ذات
روئے انور دیکھ کر آنکھیں ہوئیں ٹھنڈی حلیمؔ
قلب کو دیتی ہے راحت احسن العلما کی ذات

❖❖❖

سرکار مسولی شریف

کرتے ہیں دکھی دل جب فریاد مسولی میں
ہوتے ہیں ہر اک غم سے آزاد مسولی میں
آنکھوں میں چمک جاگی انوارِ ولایت سے
دل کیسے نہ ہو اپنا آباد مسولی میں
جب حسن عقیدت سے دیکھا تو نظر آیا
اجمیر مسولی میں بغداد مسولی میں
جس دل میں کدورت ہے سرکار مسولی سے
اک دن اسے ہونا ہے برباد مسولی میں
ہر شاخ عقیدت پر بلبل کی نوا سنجی
خود آ کے پشیماں ہے صیاد مسولی میں
خوشبو یہ بتاتی ہے کس باغ کے غنچے ہیں
سرکار مدینہ کی اولاد مسولی میں
بے مول سا پتھر بھی ہیرے کی طرح چمکے
کیا موم بنا دیکھیں فولاد مسولی میں
سرکار مسولی کی ہستی ہے عجب ہستی
سب دور ہوئی اپنی افتاد مسولی میں
مارہرہ ، بریلی سے آواز یہ آئی ہے
اک نور محل کی ہے بنیاد مسولی میں
سرکار کرم کرکے آئے ہیں مدینے سے
اس شان کی ہوتی ہے میلاد مسولی میں

❖❖❖

سرکارِ مسولی، بارہ بنکی

سرکارِ مسولی کی جس پر بھرپور نوازش ہوتی ہے
اس شخص کی کشتِ ویراں پر فیضان کی بارش ہوتی ہے

دنیائے ولایت میں جن کو سرکار مسولی کہتے ہیں
دربارِ ولایت میں ان کی حد درجہ ستائش ہوتی ہے

اے واسطی گلشن کے مالی، پھولوں سے بھری ڈالی ڈالی
وارث کے وجود باطن کی جس میں آرائش ہوتی ہے

سرکارِ مسولی کا دامن ، عرفان و حقیقت کا گلشن
فردوس کی کیاری میں جیسے خوشبو کی نمائش ہوتی ہے

وہ اعلیٰ نسب وہ بالا حسب دربارِ مقدس سے ہے لقب
ہے جسم مسولی میں لیکن جنت میں رہائش ہوتی ہے

ایمان کھرا ہے یا کھوٹا ، کیا دام لگے گا طیبہ میں
میزانِ مسولی میں اس کی پہلے پیمائش ہوتی ہے

دربارِ مسولی سے اس کو اک بوند بھی ملنا ہے مشکل
جس دل میں خدا کے ولیوں سے تھوڑی سی بھی رنجش ہوتی ہے

دربارِ نبوت سے رشتہ مضبوط بھی ہے مربوط بھی ہے
سرکار ضمانت فرمائیں جب ان کی شفارش ہوتی ہے

درجات ولایت کیا کہنا ، کس منصب پر ہے ذات ان کی
انہیں صدر بنانے کی خاطر ولیوں کی گذارش ہوتی ہے

ہے نورِ نبوت کا جلوہ ، اور خونِ علی کی کرامت بھی
سادات کی رگ رگ میں ہر دم ایمان کی گردش ہوتی ہے

یہ بندہ حلیمؔ حاذق بھی گلزار میاں کا ہے حامی
سرکارِ مسولی کے صدقے اس پر بھی نوازش ہوتی ہے

❖❖❖

سیدنا وارث علی شاہ، دیوا شریف

بس اسی بات سے ثابت ہے ولایت ان کی
پہلا رمضان ہے تاریخِ ولادت ان کی

چاند رمضان کا نکلا تو ہوا یہ محسوس
افقِ بام ولایت پہ ہے رویت ان کی

چاند نکلا کہ نہیں نکلا کسے تھا معلوم
ماں کی آغوش سے ابھری ہے شہادت ان کی

زرد احرام عطا کرتے ہیں غوثِ بغداد
وارثی رنگ ہے دراصل بشارت ان کی

وہ اہلِ بیت کے گلشن کے گلِ رعنا ہیں
غنچۂ خلد سے ملتی ہے شباہت ان کی

اعلیٰ حضرت کا لقب وارثِ دیوا نے دیا
اے رضا والو یہ پہچانو کرامت ان کی

وارثِ علم نبی ، وارثِ مولائے علی
علم و عرفاں کا سمندر ہے وراثت ان کی

مسلکِ عشق و محبت کے امین و حافظ
یہ شریعت یہ طریقت یہ حقیقت ان کی

دل کو احساس ہمہ وقت یہ ہوتا ہے حلیمؔ
خامۂ عشق کو حاصل ہے حمایت ان کی

❖❖❖

منقبت حاجی علی شاہ، ممبئی مہاراشٹر

کہتے ہیں یہ مست قلندر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر
سیش جھکائے روز سمندر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

حسن کا ساحل ،عشق کا پیکر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر
رات میں جیسے ،صبح کا منظر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

عشق کا دامن تھام کے جیسے حسن کی دنیا جھوم اٹھی
فیضِ علی کا کھا کر لنگر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

ہندو مسلم سکھ عیسائی ، سب ہیں ان کے شیدائی
امن و اماں کا بن کے کبوتر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

سینے میں طوفان بپا ہے ، آنکھ کے آنسو کہتے ہیں
روح مچل جاتی ہے اکثر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

نورِ نبی اولادِ علی کا ساحل اورسمندر ہے
عالم دیکھے سارا منظر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

سارے انساں ایک برابر ، کوئی نہیں ہے یاں پہ کمتر
اعلیٰ و اولیٰ ، افضل و برتر ، حاجی علی کی چوکھٹ پر

❖❖❖

سلطان المشائخ سرکار
سید شاہ ابوالحسنین احمد نوری میاں مارہروی

شمع کی بو سے کھیلے گا پروانہ ، احمد نوری کا
جان ہتھیلی پر رکھ کر دیوانہ ، احمد نوری کا
عشق اہل بیت کا نشّہ بول رہا ہے سر چڑھ کے
جھوم رہا ہے شیشے میں میخانہ ، احمد نوری کا
اک کوزے میں سات سمندر ہر قطرہ میں سو دریا
ظرفِ ولایت سے بھر دے پیمانہ احمد نوری کا
عشق و محبت ان کا مسلک، اس میں کوئی تفریق نہیں
فقر و غنا کا مسکن ہے ، کاشانہ حمد نوری کا
اک دھاگے میں سب کو پرو دے مثل موتی انساں کو
رکھتا نہیں تفریق کوئی مستانہ حمد نوری کا
اوڑھے ہوئے عرفان کی چادر جھوم رہے ہیں مستی میں
دیوانوں کو مست کرے مستانہ ، حمد نوری کا
نذر کروں کیا سوچ رہا ہوں اپنے دادا پیر کے نام کا
دامنِ دل میں لے کے چلوں، نذرانہ احمد نوری کا
کوئی طریقت کا جوہر ہے کوئی حقیقت کا جوہر
نوری خزانے سے نکلے دُردانہ ، احمد نوری کا

❖❖❖

آقائی ومولائی
سید داتا نواب علی شاہ قاضی پور شریف

جبینِ عشق کی تحریر ہیں نواب علی
حدیثِ حسن کی تفسیر ہیں نواب علی
چھلکتی بحر تصوف کی نقرئی موجیں
سلوک و کیف کی لکیر ہیں نواب علی
نبی کے نور کی تفہیم کے لیے ہر دم
مثالِ صورتِ تنویر ہیں نواب علی
حضور قلب میں کرتا ہوں جب تصور شیخ
مقام وجد کی تصویر ہیں نواب علی
خرد کے پاؤں میں زنجیر عشق پہنا دیں
کمالِ صاحبِ تدبیر ہیں نواب علی
کبھی مجاز و حقیقت کی آئینہ بندی
کبھی سلوک کی تعبیر ہیں نواب علی
نبی نبی کا وظیفہ ، علی علی کا ذکر
نیاز و ناز کے امیر ہیں نواب علی
حلیمؔ ان کی عقیدت ہے توشۂ جنت
مقام قرب والے پیر ہیں نواب علی

❖❖❖

منقبت مخدومِ ماہمی، ممبئی، مہاراشٹر

ہے مرتبہ نرالا ، مخدوم ماہمی کا
پرنور ہے حوالہ ، مخدوم ماہمی کا
سرکارِ مصطفیٰ کے امن و اماں میں ہوگا
دامن پکڑنے والا ، مخدوم ماہمی کا
ولیوں کی معرفت کا عرفان ہوگا دم میں
سر پہ ہو گر دوشالا ، مخدوم ماہمی کا
غوث الوریٰ کی چادر، بدرالدجیٰ کا سایہ
ہے قادری دوشالا ، مخدوم ماہمی کا
محبوب مصطفیٰ کے مطلوب مرتضیٰ کے
بیشک ہے رب تعالیٰ مخدوم ماہمی کا
دل میں سرور ہوگا آنکھوں میں نور ہوگا
کھائے گا جو نوالا مخدوم ماہمی کا
ایسا بنا ہے لنگر، کھاتے ہیں سب قلندر
ہے جنتی مسالہ ، مخدوم ماہمی کا
عشقِ نبی کا شعلہ، مس ہو کے خاک در سے
بن کر اٹھا جوالا ، مخدوم ماہمی کا

❖❖❖

مرکزِ اہلسنت بریلی شریف

جلووں کا اک جہاں ہے بریلی شریف میں
ایمانی گلستاں ہے بریلی شریف میں

جس عاشق رسول پہ دنیا کو ناز ہے
وہ میر عارفاں ہے بریلی شریف میں

عشقِ نبی کی خوشبو لٹاتی ہوئی فضا
کیا رنگ گلستاں ہے بریلی شریف میں

تعظیم مصطفیٰ کو سمجھنے کے واسطے
آئینہ ضوفشاں ہے بریلی شریف میں

جو صلح کلیت کی وبا کا ہوا مریض
وہ آکے بدگماں ہے بریلی شریف میں

صدر الشریعہ ، مفتی اعظم ، برہانِ دیں
ہر گل میں گلستاں ہے بریلی شریف میں

فخرِ بہار ، حجتہ الاسلام ، مہر و ماہ
اک علم کا جہاں ہے بریلی شریف میں

ایمان و اعتقاد کی نورانی انجمن
ہر نقش جاوداں ہے بریلی شریف میں

غوث الوریٰ کے فیض کا دریا رواں دواں
کیا حسن خواجگاں ہے بریلی شریف میں

مرکز تمام اہلِ سنن کا بنا ہوا
اک ایسا آستاں ہے بریلی شریف میں

فتوے کا ہے جواب نہ تقویٰ کی ہے مثال
وہ مفتیِ زماں ہے بریلی شریف میں

خواجہ کے دین و مسلک و مشرب کی خادمی
مارہرہ کا نشاں ہے بریلی شریف میں

اختر رضا کے نام سے روشن ہے جو چراغ
وہ شمع ضوفشاں ہے بریلی شریف میں

وہ کالپی ہو یا ہو کچھوچھہ کہ بلگرام
ہم سب کا پاسباں ہے بریلی شریف میں

❖❖❖

اک طرف

انبیا و مرسلیں کی ہر فضیلت اک طرف
بعد رب میرے نبی کی شان و عظمت اک طرف
سب کی عظمت سب کی رفعت شان و شوکت اک طرف
میرے اصحابِ نبی کی اک فضیلت اک طرف
سب کی عظمت سب کی رفعت شان و عظمت اک طرف
اہلِ بیت مصطفیٰ کی اک فضیلت اک طرف
اولیائے کاملیں کی کاملیت اک طرف
غوث اعظم کی ولایت اور کرامت اک طرف
سیکڑوں راجاؤں کی آئی گئی ہے سلطنت
خواجۂ اجمیر کی دل پر حکومت اک طرف
آج بھی یہ قوم مسلم کہہ رہی ہے شان سے
ساری قومیں اک طرف مومن جماعت اک طرف
عرش ہو سدریٰ ہو جنت ہو یا ہوں لوح و قلم
جانِ کعبہ یعنی خضرائے نبوت اک طرف
انبیاء و مرسلیں کی عظمتوں پر میں نثار
مظہر شانِ الٰہی کی فضیلت اک طرف
ایک پل میں وہ مکاں سے لامکاں تک دیکھ لیں
شاہِ طیبہ کی بصیرت اور بصارت اک طرف

قابل تکریم ہیں یوں سارے شہدائے کرام
کربلا میں ابن حیدر کی شہادت اک طرف

کانپ جاتے ہیں یہ سن کر فرقہائے باطلہ
سنیوں کا نعرۂ عشقِ رسالت اک طرف

سارے فقہائے زمانہ کہہ رہے ہیں برملا
ہے فتاویٰ رضویہ علمی کرامت اک طرف

ہے عطائے مصطفیٰ بیشک فتاویٰ رضویہ
اعلیٰ حضرت کی جہاں بھر میں فقاہت اک طرف

اس سے بڑھ کر اور کیا حقانیت کی ہو دلیل
مسلکِ احمد رضا کی چھائی ہیبت اک طرف

کہہ رہے ہیں عصر حاضر کے سبھی علمائے حق
سارے حضرت اک طرف ہیں اعلیٰ حضرت اک طرف

ایسا فرمایا ہمارے عہد میں قلمی جہاد
سارے حضرت اک طرف ہیں اعلیٰ حضرت اک طرف

حاسدینِ اعلیٰ حضرت کیسے مانیں گے بھلا
سارے حضرت اک طرف ہیں اعلیٰ حضرت اک طرف

یہ حلیم خوش عقیدہ کہہ رہا ہے برملا
سارے حضرت اک طرف ہیں اعلیٰ حضرت اک طرف

❖❖❖

اعلیٰ حضرت کو پہچان

جو ہیں اہل سنن کی شان
غوث اعظم کا فیضان
میرے خواجہ کا عرفان
ان کا رتبہ عظیم الشان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

اجمیر و بغداد کا رستہ، شہرِ بریلی سے ہے ملا
ولیوں کی نسبت کا اجالا، ان کی حویلی سے ہے ملا
ان کا مسلک ان کا مشرب اہلِ سنن کی جان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

جن کی آنکھوں میں ہر لمحہ، شہرِ مدینہ روشن ہو
نورِ ہدایت کی کرنوں سے جن کا سینہ روشن ہو
عشق نبی نے جن کو بنایا ایمانی چٹان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

کلکِ رضا نے بیعت کی تھی، فاروقی تلوار کے ہاتھ
جن کی سانسوں کا رشتہ تھا اصحاب سرکار کے ساتھ
ان کی ہی پہچان کے بل پر ہم سب کی پہچان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

ہم کو رسول پاک کی الفت کا بخشا پاکیزہ شعور
جن کی حدائق بخشش سے پھوٹا ہے عشقِ نبی کا نور
ترجمۂ قرآں ، کنزالایماں ، تمہید ایمان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

صدرالافاضل،صدرِشریعت،مفتیٔ اعظم جن کے نقیب
فخر بہاری، ملک العلماء، برہانِ ملت بھی قریب
شیرِ رضا ہیں حشمتِ رضوی ، سب کی انوکھی شان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

مارہرہ کے گھر، آنگن تک جن سے محبت رکھتے ہیں
اہل کچھوچھہ اور مسولی جن سے عقیدت رکھتے ہیں
بغض و حسد جو رکھے رضا سے پکّا ہے نادان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

میرے مجدد ہند میں رہ کر وہ تجدیدی کام کیا
حنفی مسلک کو دنیا کے ہر گوشے میں عام ہوگیا
وہی امامِ اعظم کی عظمت پر جو قربان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کیا ہے وہی پرانہ مسلک ہے
یعنی امام اعظم کا مشہورِ زمانہ مسلک ہے
سنی اور غیر سنی کا یہ مسلک میزان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

مثل رضا مسلک کا تحفظ کھیل نہیں دیوانوں کا
دیکھ کے جس کو آئے پسینہ بڑے بڑے فرزانوں کا
باطل فرقوں سے فرمائی جنگ بڑی گھمسان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

ہند کے ہر اک گوشے میں جب نجدی کا طوفان اٹھا
شہر بریلی کا باشندہ لے کر تیر کمان اٹھا
پیارے رضا کا ہم سنّی پر کتنا ہے احسان
اعلیٰ حضرت کو پہچان

❖❖❖

مسلک احمد رضا

آندھیوں میں بھی جلا ہے مسلکِ احمد رضا
وہ چراغِ مصطفیٰ ہے مسلکِ احمد رضا

شمع دین مصطفیٰ ہے مسلکِ احمد رضا
یعنی احمد کی رضا ہے مسلکِ احمد رضا

کس میں ہے محبوبیت اور کس میں ہے مردودیت
دور سے پہچانتا ہے مسلکِ احمد رضا

عاشقانِ مصطفیٰ کی انگلیاں پکڑے ہوئے
سوئے جنت لے چلا ہے مسلکِ احمد رضا

مسلکِ احمد رضا پر حرف آسکتا نہیں
بو حنیفہ کی عطا ہے مسلکِ احمد رضا

حضرت نوری میاں کا قولِ فیصل دیکھئے
میرے گھر کا اک دیا ہے مسلکِ احمد رضا

آپ برکاتی گھرانے میں تو چل کر دیکھئے
بچہ بچہ بولتا ہے مسلکِ احمد رضا

وہ درِ غوث الوریٰ سے خواجۂ اجمیر سے
لا کے سب کو جوڑتا ہے مسلک احمد رضا

جو نہ مانے مصطفیٰ کو بعد رب سب سے بڑا
اس کو دوزخ بھیجتا ہے مسلکِ احمد رضا

وادئ فکرو نظر میں ہم نہ بھٹکیں گے کبھی
رہنمائی کر رہا ہے مسلکِ احمد رضا

اس سے جو ٹکرائے پتھر خود ہی چکنا چور ہو
آئینہ در آئینہ ہے مسلکِ احمد رضا

صلح کلی کی سیاست میرے مسلک میں نہیں
اہل حق کا فیصلہ ہے مسلکِ احمد رضا

ملحد و بد دین و مرتد کے لیے ہر دم حلیمؔ
ایک تیغ برہنہ ہے مسلکِ احمد رضا

❖❖❖

مسلک احمد رضا کوئی نیا مسلک نہیں

لو چراغِ عشق احمد سے لگانا خوب ہے
ظلمتِ کفر و ضلالت کو مٹانا خوب ہے
مسلک احمد رضا کوئی نیا مسلک نہیں
جو بزرگوں کا ہے مسلک وہ پرانا خوب ہے
اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم کے فیضِ خاص سے
وادیٔ علم و عمل کو جگمگانا خوب ہے
اخترِ برجِ فقاہت بن کے چمکے دہر میں
دامنِ اختر رضا کا شامیانہ خوب ہے
ہیں ضیاء المصطفیٰ، صدر الشریعہ کے چراغ
دیں کی خاطر خدمتِ روز و شبانہ خوب ہے
بچہ بچہ علم دین مصطفیٰ سے فیض یاب
ہند میں صدر الشریعہ کا گھرانا خوب ہے
ہم نہیں ملتے کبھی بھی صلح کلی سے حلیمؔ
ان کو پہچانوں کہ جن سے دوستانہ خوب ہے

❖❖❖

بریلی سے مدینے تک

تنی ہے نور کی چادر ، بریلی سے مدینے تک
عطائے شافعِ محشر، بریلی سے مدینے تک
یہ کیسی چاندنی چٹکی ہے مہتاب نبوت کی
بہشتِ حسن کا منظر، بریلی سے مدینے تک
نبی کے عشق نے جس کو تراشا ہے نکھارا
رضا کے نام کا گوہر، بریلی سے مدینے تک
جدھر دیکھو رضا کے عشق کا سکہ کھنکتا ہے
بفیضِ ساقیٔ کوثر ، بریلی سے مدینے تک
خدا نے مصطفیٰ نے غوث نے احمد رضا خان کو
مجدد کا دیا پاور ، بریلی سے مدینے تک
شبیہِ غوثِ اعظم ، مفتیٔ اعظم کی صورت میں
رضا کے علم کا مظہر بریلی سے مدینے تک
دبستانِ محبت میں سبق پڑھ کر حلیمؔ آئے
تراشے فکر کے جوہر، بریلی سے مدینے تک

❖❖❖

اعلیٰ حضرت

امامِ اعظم ابوحنیفہ کا جو بھی سچا غلام ہوگا
وہ بن کے چمکے گا اعلیٰ حضرت ، وہ سنیوں کا امام ہوگا

تحفظِ مسلکِ حنیفہ کا نام رکھا رضا کا مسلک
یہ اہلِ سنت کا فیصلہ ہے، اسی حوالے سے کام ہوگا

رضا کا سنتے ہی نام دھک سے ہوا کلیجہ وہابیوں کا
جو آئے کلکِ رضا کی زد میں تو اس کا قصہ تمام ہوگا

ہوا کی زد میں چراغِ عشق شہِ مدینہ جلا کے رکھنا
یہی رضا کا پیام ہوگا، ہر ایک سنّی کے نام ہوگا

سوادِ اعظم کی ساری شرطیں رضا کے مسلک میں ہیں نمایاں
اے صلحِ کلی تو دیکھ آکر، فساد کا اختتام ہوگا

ثنائے سرکار کا سلیقہ رضا نے اہل سنن کو بخشا
اسی اجالے کے دائرے میں تو روح پرور کلام ہوگا

رضا کا مسلک ہے مسلکِ حق رضا کا منصب ہے منصبِ حق
امامِ اعظم کے میکدے کا اسی کے ہونٹوں پہ جام ہوگا

حلیمؔ جس دل کی دھڑکنوں میں ہے غوث وخواجہ کی یاد زندہ
ہمیں یقیں ہے کہ اس کے دل میں رضا کا بھی احترام ہوگا

❖❖❖

فاضل بریلوی

صرف گل ہی نہیں گلدان ہیں اعلیٰ حضرت
اہلِ سنت کے نگہبان ہیں اعلیٰ حضرت

واصفِ سید ذیشان ہیں اعلیٰ حضرت
مطلعٔ عشق کے عنوان ہیں اعلیٰ حضرت

ہو اگر چشم بصیرت تو بصارت سے لو کام
علم و عرفاں کے گلستان ہیں اعلیٰ حضرت

غوثِ اعظم کی کرامت کی ردا اوڑھے ہوئے
ہند میں قادری چٹان ہیں اعلیٰ حضرت

آپ کا عشق ہے اصحابِ نبی کا صدقہ
اہلِ عشاق کی پہچان ہیں اعلیٰ حضرت

گوشے گوشے سے نکلتے ہیں علوم اور فنون
جامع اور دبستان ہیں اعلیٰ حضرت

خامۂ نور چلا حسن کے قرطاسوں پر
اپنے اسلاف کی برہان ہیں اعلیٰ حضرت

کارِ تجدید مجدد کے سوا کون کرے
اس صدی کے لئے مہمان ہیں اعلیٰ حضرت

وارثِ علم نبی بن کے اٹھے عالم میں
مصحفِ دین کے جزدان ہیں اعلیٰ حضرت

میرے اقلیم سخن کے لئے تمہید حلیمؔ
مدحیہ عشق کا دیوان ہیں اعلیٰ حضرت

❖❖❖

فاضل بریلوی

مرے رضا میں دوستو جمال ہی جمال ہے
نظر اٹھا کے دیکھ لو کمال ہی کمال ہے
جو دشمنِ رسول ہے اسی کے واسطے سدا
زمیں سے آسمان تک وبال ہی وبال ہے
ہر ایک سنی کے لئے عروج ہے عروج بس
ہر اک وہابی کے لئے زوال ہی زوال ہے
رضا کا فیض مل گیا گلاب جیسا کھل گیا
ہر اک گدائے رضویت نہال ہی نہال ہے
فلک پہ اک ہلال ہے ، زمیں پہ آئینے کئی
بفیضِ نورِ مصطفی ، ہلال ہی ہلال ہے
رضا نے اک سوال کا دیا جواب اس طرح
اذانِ عشق کے لئے ، بلال ہی بلال ہے
کٹے جو ان سے دہر میں وہی گھرے گا قہر میں
ہمیشہ اس کے واسطے ملال ہی ملال ہے
ہیں شیرِ غوثیت رضا ، ہیں شیر چشتیت رضا
عدوئے دیں کے واسطے جلال ہی جلال ہے
نبی کے معجزات میں ہیں ایک معجزہ رضا
انہیں کوئی مٹا سکے ، محال ہی محال ہے
جو حسنِ عشقِ مصطفےٰ ہے اے حلیمؔ جابجا
دل و دماغ میں وہی خیال ہی خیال ہے

❖❖❖

امام احمد رضا محدث بریلوی

خامۂ عجز مرا کیا لکھے مدحت تیری
آئینہ دیکھ کے حیران ہے صورت تیری
بوحنیفہ کی نگاہوں کی تو ٹھنڈک ٹھہرا
کس قدر ارفع و اعلیٰ ہے فقاہت تیری
خرمنِ کفر پہ برسا ہے تو بجلی کی طرح
آج بھی قصرِ ضلالت میں ہے ہیبت تیری
تجھ کو نوری نے کہا اپنے گھرانے کا چراغ
اس سے تکمیل ہوئی شانِ امامت تیری
تؤ وہ بازار مدینہ کا کھرا سونا ہے
ساری دنیا نہ لگا پائے گی قیمت تیری
فلسفہ زیست کا اس شان سے حل تو نے کیا
کہ ارسطو نہ سمجھ پائے حقیقت تیری
دشمنِ شانِ رسالت کے جگر جلتے ہیں
ہے سوا نیزے پہ شمشیر ہدایت تیری
عشق کا پیرہن پاک پہن کر جو چلا
زندگی ہوگئی تمہید محبت تیری
اس کو جب غور سے دیکھیں گے حریفانِ حرم
ارضِ جنت سی نظر آئے گی تربت تیری
وارثِ علم نبی کاش یہ فرمائیں حلیمؔ
نکہت و نور میں ڈوبی ہے عقیدت تیری

❖❖❖

سرکار مفتیِ اعظمِ ہند

ثنائے مصطفیٰ کرتی صدائے مفتیِؒ اعظم
چلی باب اجابت تک دعائے مفتیِؒ اعظم
علوم اعلیٰ حضرت کے وہ سچے جانشیں ٹھہرے
رضائے احمدِ نوری رضائے مفتیِؒ اعظم
طریقت کے شبستاں میں ستارا بن کے چمکے ہیں
شریعت میں ڈھلی ہے ہر ادائے مفتیِؒ اعظم
ادھر فتویٰ مصفا ہے ادھر تقویٰ مجلیٰ ہے
شبیہِ غوثِ اعظم بن کے چھائے مفتیِؒ اعظم
نیابت خواجۂ اجمیر کی ان کو ہوئی حاصل
سبق قرآن و سنت کا پڑھائے مفتیِؒ اعظم
زبانِ عشق میں سادات مارہرہ یہ کہتے ہیں
عطائے مرشدِ نوری عطائے مفتیِؒ اعظم
ہمارے ہاتھ کو غوث الوریٰ کے ہاتھ میں دے کر
ہمیں انمول دنیا میں بنائے مفتیِؒ اعظم
حلیمؔ بے ہنر کو اپنے دامن میں جگہ دے کر
سلیقہ نعت گوئی کا سکھائے مفتیِؒ اعظم

❖❖❖

سرکار مفتیِ اعظم ہند

شریعت اور طریقت کے ہیں پیکر مفتیِؒ اعظم
علومِ معرفت کے ہیں سمندر مفتیِؒ اعظم
شبستانِ ولایت میں ستارے کی طرح روشن
دبستانِ فقاہت کے ہیں دفتر مفتیِؒ اعظم
ولایت کی نظر سے دیکھ کر نوری میاں بولے
امام احمد رضا کے خاص مظہر مفتیِؒ اعظم
شب دیجور میں روئے منور ، مثل مہ پارہ
روپہلی صبح میں ایمانی خاور، مفتیِ اعظم
وہ نکتہ سنج و نکتہ داں، فقیہ و شاعر و صوفی
سخن دانوں میں تھے ایسے سخن ور مفتیِؒ اعظم
انہیں غوث الوریٰ نے غوثیت کا تاج پہنایا
ہیں عرفان وتصوف کے گل تر، مفتی اعظم
حلیم خوش بیاں کی خوش کلامی بھی عطائی ہے
عطا کردہ دعاؤں کے ہیں مظہر ، مفتی اعظم

❖❖❖

سرکار مفتیِ اعظمِ ہند مصطفیٰ رضا خان نوریؔ بریلوی

وہ میرے مفتیٔ اعظم
وہ جن کے عشق کی خیرات سے بھرتے ہیں جھولی ہم
انہیں کا تھام کر دامن ہوئے ہم قادری ہمدم
وہ میرے مفتیٔ اعظم ، وہ میرے مفتیٔ اعظم

رضائے مصطفیٰ کہیے، فدائے مصطفیٰ کہیے
امام احمد رضا کا پیکر صدق و صفا کہیے
شبیہ غوثِ اعظم اور نثارِ خواجۂ اعظم
وہ میرے مفتیٔ اعظم، وہ میرے مفتیٔ اعظم

ولی ابنِ ولی وہ ہیں مجدّد کی زباں وہ ہیں
شبستانِ فقاہت کی روپہلی کہکشاں وہ ہیں
وہ اک عالم کہ جن کے علم کا ہے معترف عالم
وہ میرے مفتیٔ اعظم، وہ میرے مفتیٔ اعظم

حریم غوث و خواجہ کا حسیں چلمن کہیں جن کو
ابوالبرکات کے فیضان کا درپن کہیں جن کو
علومِ دین و سنت کا مصفا آئینہ چم چم
وہ میرے مفتیٔ اعظم، وہ میرے مفتیٔ اعظم

جلال ایسا کہ باطل کا کلیجہ چور ہوجائے
جمال ایسا کہ مومن کا جگر مسرور ہوجائے
وہ غیروں کے لیے شعلہ تو اپنوں کے لیے شبنم
وہ میرے مفتیٔ اعظم، وہ میرے مفتیٔ اعظم

کبھی رشدو ہدایت کے فلک کے نیر تاباں
کبھی بزم طریقت میں سراجِ صاحب عرفاں
وہ دریائے شریعت اور طریقت کے حسیں سنگم
وہ میرے مفتیٔ اعظم ، وہ میرے مفتیٔ اعظم

مثالی ان کا فتویٰ بھی مثالی ان کا تقویٰ بھی
مصفا حسن جلوہ بھی ، مجلیٰ ہے سراپا بھی
حلیم خوش بیاں کے پیرو مرشد دین کے ضیغم
وہ میرے مفتیٔ اعظم ، وہ میرے مفتیٔ اعظم

❖❖❖

سرکار حجت الاسلام حامد رضا خاں

مرکزِ علم و عقیدت کا حسیں جلوہ بھی ہے
یہ بریلی ہے جہاں فتویٰ بھی ہے تقویٰ بھی ہے
جانشینِ اعلیٰ حضرت ، غوث و خواجہ کے نقیب
شاہِ برکت کی ولایت کا رواں دریا بھی ہے
علم غیب مصطفیٰ کے فیض سے روشن ہوا
آئینہ در آئینہ عکس رخِ زیبا بھی ہے
خوشبوئے عشقِ رسالت سے معطر ہے فضا
نیرِ آداب نبوی کا حسیں جلوہ بھی ہے
بارگاہِ غوث و خواجہ سے ملاتی بارگاہ
سلسلہ در سلسلہ فیضان کا رشتہ بھی ہے
کوئی احمد کی رضا ، کوئی رضائے مصطفیٰ
روح سے روحانیت کا معنوی رشتہ بھی ہے
بادۂ توحید کے متوالے پیتے ہیں حلیمؔ
ساغر طیبہ بھی ہے اور شیشۂ کعبہ بھی ہے

❖❖❖

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی

آئی سر پہ دوپہر امجد علی
کیجئے حسنِ نظر امجد علی
جائیں تو جائیں کدھر امجد علی
آپ کا در چھوڑ کر امجد علی
ناخدائے دوجہاں کے عشق میں
ابھرے ایسے ڈوب کر امجد علی
جب نبی کے عشق نے انگڑائی لی
روئے پہروں پھوٹ کر امجد علی
تھے سدا غالب رضا کے فیض سے
حلقۂ اغیار پر امجد علی
دین و ایماں کے تحفظ کے لیے
تھے سدا سینہ سپر امجد علی
آپ تو کلکِ رضا کی دھار ہیں
کاٹ دیں باطل کا سر امجد علی

اہلسنت کے لئے کرتے تھے سر
معرکہ شام و سحر امجد علی

بن کے عشقِ مصطفی کی چاندنی
جھلملائے رات بھر امجد علی

وہ محدث وہ مناظر وہ فقیہ
نازشِ علم و ہنر امجد علی

وہ کبھی گمراہ ہو سکتا نہیں
جس پہ رکھتے ہیں نظر امجد علی

تم فقاہت کے فلک کے ماہتاب
چاندنی ہو میرے گھر امجد علی

کیا بگاڑے لشکر باطل مرا
آپ ہیں تو کیا ہے ڈر امجد علی

اہلِ سنت سے کہا مت چھوڑنا
دامنِ خیرالبشر امجد علی

آپ کا بیٹا ضیاء المصطفیٰ
علم کا ہے تاجور امجد علی

تھے ثناء المصطفیٰ بنگال میں
آپ کے علمی پسر امجد علی

ہے حلیمؔ بے نوا کی آرزو
ہو عطا ذوقِ ہنر امجد علی

❖❖❖

حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی

شاہکارِ صدرالشریعہ، بہارِ شریعت

ہے صدر الشریعہ کی انمول خدمت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
فقاہت کی دنیا میں ہے جس کی شہرت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
یہ قرآن و سنت کی فصل بہاری ،گلِ باغِ قدرت کی ہے لالہ کاری
ہے صدر الشریعہ کی روشن کرامت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
یہ اردو زباں میں بڑی معتبر ہے ،عوام اہلِ سنت کی رختِ سفر ہے
کریں جس کی توصیف خود اعلیٰ حضرت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
مجدد کی نظروں سے گزری ہوئی ہے،علوم ومعارف سے سنوری ہوئی ہے
کہ تقریظ لکھیں امام اہلِ سنت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
عیاں جس کے ہرلفظ میں اک جہاں ہے کہ حنفی مسائل کا اک گلستاں ہے
وہ شانِ فقاہت ، وہ جانِ فقاہت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
کتابوں کی دنیا میں پہچان جس کی ، مدارس مساجد میں فیضان جس کی
گھروں سے کرے دور جہل و ضلالت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
بتاؤ قوانین اسلام کیا ہیں، حدیث اور قرآں کے احکام کیا ہیں
عطا کر دے دنیا کو نورِ ہدایت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت
یہ شرحِ طحاوی کی رفعت نہ پوچھو، فتاویٰ امجد کی عظمت نہ پوچھو
نمایاں ہے سب میں مگر ان کی خدمت ، بہارِ شریعت بہارِ شریعت

❖❖❖

شیر بیشۂ اہلسنت

تصور میں مچلتا ہے سراپا شیر سنت کا
خدایا دیکھ لوں اک بار جلوہ شیر سنت کا

یہ کہہ دو بدعقیدوں سے کہ باز آجائیں فتنوں سے
جلا کر خاک کر دے گا شرارہ شیر سنت کا

وہاں سے کفر و بدعت کے اندھیرے ہو گئے رخصت
جہاں پر جس گھڑی پہونچا اجالا شیر سنت کا

اسی امید پر کشتی کو دریا میں اتارا ہے
ملے گا بحرِ ہستی میں سہارا شیر سنت کا

نہ ہرگز دوستی کرنا کسی بھی بد عقیدہ سے
وگرنہ کھاؤ گے تم بھی طمانچہ شیر سنت کا

خدا سے مصطفی سے غوث وخواجہ، اعلیٰ حضرت سے
وسیلے سے ملاتا ہے وسیلہ شیرِ سنت کا

کسی نجدی میں اتنا دم نہیں ہے ، سامنے آئے
رضا کا شیر ہے ہر بچہ بچہ شیر سنت کا

عبیداللہ بننا ہے تو عبد مصطفےٰ بن جا
یہی تھا اصل میں روشن عقیدہ شیر سنت کا

نہ جانے کیا ہوا کیسے ہوا یہ کیا بتائیں ہم
ہوا ایوانِ نجدی میں دھماکہ شیر سنت کا

عبیدِ مصطفی کے نام ہی سے کانپ جاتا ہے
نظر آیا مناظر کو جو چہرہ شیر سنت کا

❖❖❖

سرکارِ سرکانہی شریف

اک حدیثِ عارفاں سرکارِ سرکانہی شریف
ہیں سراج عاشقاں سرکارِ سرکانہی شریف

میں کہاں اور وہ کہاں سرکارِ سرکانہی شریف
اپنی ہستی کے نشاں سرکارِ سرکانہی شریف

بے زباں احساس کو حسنِ زباں حاصل ہوا
ہیں طریقت کی زباں، سرکارِ سرکانہی شریف

بند پلکوں کی زیارت اور تصور شیخ کا
شیشۂ دل میں عیاں ، سرکارِ سرکانہی شریف

مظہرِ شانِ یداللہی کے جلوے آشکار
ہیں علی کے ترجماں، سرکارِ سرکانہی شریف

ذوالفقار حیدری کی معنوی تفسیر ہیں
ہیں علی کے رازداں ،سرکارِ سرکانہی شریف

آگئے تیرہ شبی کا خاتمہ کے واسطے
اک چراغِ ضو فشاں، سرکارِ سرکانہی شریف

دیکھ روحانی نیابت سرورِ کونین کی
مرکزِ روحانیاں سرکارِ سرکانہی شریف

سادہ سادہ زندگی ہے صاف ستھری بندگی
سادگی کی داستاں سرکارِ سرکانہی شریف

اولیائے ہند میں اک منفرد پہچان تھی
صوفیا کے جانِ جاں سرکارِ سرکانہی شریف

ہیں شریعت اور طریقت کے وہ منبع اے حلیمؔ
پیرِ کامل بے گماں،سرکارِ سرکانہی شریف

❖❖❖

سرکارِ سرکانہی شریف

نام ہے تیغِ علی ، نسبت بڑے سرکار سے
دل کا رشتہ جوڑتے ہیں غوث کے دربار سے

وہ علی کی تیغ ہیں اور حیدری تلوار بھی
کیا ڈراتا ہے تو ظالم تیغ سے تلوار سے

اک تجلی کی کرن لہرارہی ہے چار سو
کیا اجالا جھانکتا ہے چشمِ گوہر بار سے

آپ کا روئے منور دیکھ کر کہتا ہے دل
ہے ولایت آشکارہ روئے پرانوار سے

زندگی کو سادگی سے بندگی کا دیں لباس
بس یہی نسبت رہی ہے جبہ و دستار سے

اس سے بچنے کی ہدایت ہرنفس کرتے رہے
کھوکھلی گفتار سے اور کھوکھلے کردار سے

❖❖❖

سرکارِ مجاہد ملت

وہ زباں کو حسنِ مقال دو، وہ بیاں کو رنگِ جمال دو
کروں مدحتِ شہِ دو جہاں ، وہ سخن وری کا کمال دو
نہ میں چہرہ دیکھوں زوال کا نہ میں سایہ دیکھوں ضلال کا
میرے ذہن و قلب و نگاہ کو وہ شعور و فکر و خیال دو
ترا میکدہ ہے وہ میکدہ جہاں جام چلتا ہے نور کا
مری تشنہ روح کی سمت بھی کوئی ایک بوند اچھال دو
سرِ آئینہ بھی چمک اٹھے پسِ آئینہ بھی دمک اٹھے
جو نگاہِ غوث کو بھا سکے مجھے ایسا حسن و جمال دو
وہ مجاہدہ وہ مکاشفہ وہ مناظرہ وہ مجادلہ
وہ ہزار وصفوں سے متصف کوئی اک نہیں کہ مثال دو
سرِ راہ کیسی یہ الجھنیں کہ قدم قدم پہ ہیں مشکلیں
اسے گمرہی سے نکال کر، ذرا سیدھے رستے پہ ڈال دو
تو رضا کا شیر ہے بالیقیں ترے پاس کوئی کمی نہیں
کروں باطلوں سے مقابلہ مجھے تیغ دو مجھے ڈھال دو
میں فقیر کوئے حبیب ہوں تری بزم کا میں نقیب ہوں
درِ غوث کا درِ خواجہ کا کوئی صدقہ جھولی میں ڈال دو
وہ ہے صدق گوئی کا آسماں کہ بیان دیتی ہے کہکشاں
اے حلیمؔ ایسی وہ ذات ہے نہ جواب دو نہ سوال دو

❖❖❖

سرکارِ مجاہد ملت

یہ سوال کیسا سوال ہے کہ سوال ہی سے سوال ہے
کوئی مصطفیٰ کی مثال ہو یہ محال تھا یہ محال ہے
مرے مصطفیٰ کے جمال کا ہے یہ آئینہ ترے سامنے
جو فلک پہ چمکے ہلال ہے جو زمیں پہ چمکے بلال ہے
وہی آفتاب کو پھیر دے وہی ماہتاب کو چیر دے
میاں دستِ ناز کو کیا کہیں یہ تو انگلیوں کا کمال ہے
وہ نماز کیسی نماز ہے جہاں گاؤخر کا ہو سامنا
نہ خیال آئے رسول کا ترا کتنا گھٹیا خیال ہے
وہ طمانچے کھائیں تو اس لئے کہ رسول پوچھیں گے حشر میں
اے حبیب رحماں بتا ذرا ترا چہرہ کیسے یہ لال ہے
ترے دست ناز میں ہتھکڑی ترے پائے ناز میں بیڑیاں
نہ بھلا سکے کوئی کربلا تری ذات اس کی مثال ہے
جو نبی کے عشق میں مل گیا جو حلیمؔ مجھ کو عطا ہوا
اسے نعت پاک میں لکھ دیا یہی میرا حسن مآل ہے

❖❖❖

سرکارِ مجاہد ملت

یہ عرس پاک ہے اس مردِ حق پیر طریقت کا
کہ جس نے خواب میں دیکھا ہے جلوہ اعلیٰ حضرت کا
کہا یہ حجت الاسلام سے تم دیکھ لو ان کو
انہیں کے سر پہ ہوگا تاج اب سنی قیادت کا
مجاہد کی طرح کوئی کلیجہ ہو تو دکھلائے
جو خالص درد رکھتا ہو سدا اپنی جماعت کا
بچالو یا مجاہد سنیوں کو تازہ فتنوں سے
جنازے پر جنازہ اٹھ رہا ہے اب قیادت کا
مجاہد کی رگوں میں خونِ عباسی مچلتا ہے
نکالے گا جنازہ بدعقیدوں کی جماعت کا
یہی ارماں لئے آئیں ہیں زائر عرس اقدس میں
مجاہد باٹنے والے ہیں صدقہ اپنی عترت کا
مجاہد کا جو رستہ ہے اسی رستے پر چل سنّی
تہتر راستوں میں ایک ہی رستہ ہے جنت کا

❖❖❖

مجاہد ملت علیہ الرحمہ

جگر جگر کی صدا ہیں مجاہد ملّت
نظر نظر کی ضیا ہیں مجاہد ملّت
پتہ بھی ہے تمہیں کیا ہیں مجاہد ملّت
ثبوتِ حق کا پتہ ہیں مجاہد ملّت
ادا ادا میں ہے سرکارِ مصطفی کی ادا
ادا ادا کی ادا ہیں مجاہد ملّت
وفا بھی ان کی وفا کو سلام کہتی ہے
وہ آشنائے وفا ہیں مجاہد ملّت
یہ بات نجد کے ایواں میں گونج اٹھی تھی
فدائے غوث و رضا ہیں مجاہد ملّت
لپٹ کے کہتی ہے زنجیر ان کے قدموں سے
اسیرِ زلفِ دوتا ہیں مجاہد ملّت
فقط حبیبی نہیں سارے سنیوں کے لئے
لحد میں محوِ دعا ہیں مجاہد ملّت
شفا ملے گی یقینا مریضِ عصیاں کو
دوا کے ساتھ دعا ہیں مجاہد ملّت

شبِ غنیم سے لڑنے کے واسطے پیہم
چراغِ عشق و وفا ہیں مجاہد ملّت
اس آئینے میں چمکتا ہے ان کا روئے جمال
حریم دل کی ضیا ہیں مجاہد ملّت
نبی کے عشق کا آئینہ بن کے عالم میں
دلوں میں جلوہ نما ہیں مجاہد ملّت
ولی کے بھیس میں رہتے ہیں عام لوگوں میں
کہ جیسے سرِ خدا ہیں مجاہد ملّت
فنا بقا جو ولایت کے فلسفے میں ہے
اسی کی صوت و صدا ہیں مجاہد ملّت
کہا یہ حجۃ الاسلام سے وصال کے بعد
رضا کی دیکھو رضا ہیں مجاہد ملّت
شہود وغیب کے وہ رمز آشنا ٹھہرے
امینِ علمِ ہدیٰ ہیں مجاہد ملّت
رگوں میں خون ہے عباس کے گھرانے کا
جلالِ شیرِ خدا ہیں مجاہد ملّت
وہ حبیبِ خاص سے کرتے تھے دین کی خدمت
سراپا جو دو سخا ہیں مجاہد ملّت
حلیمؔ کہتا ہے یہ برملا زمانے سے
حبیبِ حق کی عطا ہیں مجاہد ملّت

❖❖❖

مجاہد ملت علیہ الرحمہ

مجھے زندگی کا جو تحفہ ملا ہے
یہ میرے مجاہد کے دل کی دعا ہے
یہ در ہے مجاہد کا دامن سنبھالو
عطا ہی عطا ہے سخا ہی سخا ہے
خدا کا ولی ہے نبی کا ہے عاشق
جبینِ مجاہد پہ لکھا ہوا ہے
اسے بحرِ ظلمت ڈبوئے گا کیسے
ولایت کے دریا کا وہ ناخدا ہے
شریعت کے عالم یہ بتلا رہے ہیں
یہیں سے طریقت کا سورج اگا ہے
وہ سجدہ تھا کیسا مصلے سے پوچھو
جو اشکِ مجاہد سے بھیگا ہوا ہے
وہ دن کے مجاہد تو شب کے ہیں زاہد
یہ شب بولتی ہے یہ دن بولتا ہے
وہ میرا مجاہد ہے میرا مجاہد
جسے دیکھ کر نجدیا کانپتا ہے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
جبیں کا پسینہ یہ بتلا رہا ہے
یہ کہتا ہے ہر کوئی میرا علاقہ
دعائے مجاہد سے پھولا پھلا ہے
مجاہد عقیدہ ، عمل بھی مجاہد
یہ کردار و گفتار کا آئینہ ہے
مدینے کی بلی کے بچے سے پوچھو
مجاہد کے بستر پہ پیدا ہوا ہے
مری محفلوں میں مری مجلسوں میں
رضا ہی رضا ہے مزہ ہی مزہ ہے
جو گستاخ آقا ہیں ان کے گھروں میں
وبا ہی وبا ہے سزا ہی سزا ہے
حسینی گھرانے کا عالم نہ پوچھو
وفا ہی وفا ہے، ادا ہی ادا ہے
رسولِ گرامیؐ کی الفت کے صدقے
مزہ ہی مزہ ہے مزہ ہی مزہ ہے
ہو گر چار یاروں سے بغض اور کینہ
سزا ہی سزا ہے، خطا ہی خطا ہے

❖❖❖

مجاہد ملت علیہ الرحمہ

دامن میں سمیٹو دیوانو، سوغات مجاہدِ ملّت کی
ایمان وعمل سے روشن ہے ہر بات مجاہدِ ملّت کی
جب عرس کا موقع آتا ہے وہ دولہا بنائے جاتے ہیں
ولیوں کے ساتھ نکلتی ہے، بارات مجاہدِ ملّت کی
یہ وقت قل ہے مجاہد کا، دل تھام کے بیٹھو دیوانو
روضے سے چھن کر آتی ہے خیرات مجاہدِ ملّت کی
وہ غوث و رضا اور خواجہ کے تھے سچے پکے شیدائی
آنکھوں سے مسلسل ہوتی تھی برسات مجاہدِ ملّت کی
جس در کی دنیا ہے پیاسی ہیں نسبت سے وہ عباسی
تعظیم کیا کرتے تھے سدا سادات مجاہدِ ملّت کی
قرآن و سنت کے حامل، وہ پیر طریقت بھی کامل
توصیف نہ کرتی کیسے بھلا آیات مجاہدِ ملّت کی

وہ اعلیٰ حضرت والے تھے اور اعلیٰ نسبت والے تھے
کیا پیر ناقص سمجھے گا درجات مجاہدِ ملّت کی

دنیا سے رشتہ توڑ لیا، طیبہ سے رشتہ جوڑ لیا
تھی مرکز و مصدر عالم میں اک ذات مجاہدِ ملّت کی

دربار مجاہد کی قیمت دنیا یہ لگائے ناممکن
اک فیض کی ندی جاری ہے دن رات مجاہدِ ملّت کی

وہ چاروں سلاسل کے سنگم اور غوث وخواجہ کے ضیغم
یہ مانگو دعا کہ حاصل ہو برکات مجاہدِ ملّت کی

اسلام کی خاطر جیتے تھے اسلام کی خاطر مرتے تھے
تم دل کی تختی پر لکھنا خدمات مجاہدِ ملّت کی

وہ محسنِ اعظم کے نائب، کرتے تھے گناہوں سے تائب
کیا فیض وکرامت والی تھی، اک ذات مجاہدِ ملّت کی

میں ان کے فیض و کرامت کی تفسیر بھی ہوں تصویر بھی ہوں
دوبارہ ملی ہیں جو سانسیں حسنات مجاہدِ ملّت کی

گر تم کو ترقی کرنی ہے تو یاد رکھو اک بات حلیمؔ
تعویذ بنا کر رکھ لینا ہر بات مجاہدِ ملّت کی

❖❖❖

منقبت درشانِ مجاہد ملت دھام نگر شریف

خدا کے جب سپاہی مائل یلغار ہوتے ہیں
تو کفر و شرک و بدعت کے قلعے مسمار ہوتے ہیں

جو دین حق کی خاطر برسرپیکار ہوتے ہیں
حقیقت میں وہی تو خلد کے حق دار ہوتے ہیں

مدینے کے تصور میں جو ہم بیدار ہوتے ہیں
تو پلکوں پر حسین تعبیر کے آثار ہوتے ہیں

خدا کے واسطے نظرِ کرم فرمایئے آقا
کہ ہر جانب سے اب تو ظالموں کے وار ہوتے ہیں

خدا کے قہر کی صورت میں ہے طاعون سورت میں
جو مسجد ڈھانے والے ہیں ذلیل و خوار ہوتے ہیں

وہ شمشیر قلم سے پھاڑ دے ظلمات کے سینے
مجاہد تو اشداؤ الکفار ہوتے ہیں

سدا برق الٰہی بن کے ٹوٹے اہل باطل پر
غلام ابن حیدر کے یہی اطوار ہوتے ہیں

وہ دم کردیں تو مردہ جسم بھی حرکت میں آجائے
خدا کے جو ولی ہیں وہ بڑے دم دار ہوتے ہیں

چراغِ آگہی کو روغن ایمان کے ملتے ہی
زمیں سے آسماں تک مطلعِ انوار ہوتے ہیں

مدینے کی کسک دل میں جگانے کا ہنر رکھیں
حلیمِ خوش بیاں کے واقعی اشعار ہوتے ہیں

❖❖❖

منقبت درشانِ حضور مجاہد ملت

عقیدہ ہوگیا روشن عمل بھی جگمگایا ہے
حبیبی میکدے کا جام پی کر کون آیا ہے

قدم رکھتے ہی ایوانِ ضلالت تھرتھرایا ہے
غرورِ نجدیت کو کس نے بڑھ کر روند ڈالا ہے

جو اہل بیت کی عظمت کو سینے سے لگایا ہے
وہ سرکارِ مجاہد سے ہمیشہ فیض پایا ہے

بھٹک سکتے نہیں ہرگز حبیبی سارے عالم میں
عقیدہ اہل سنت کا مجاہد نے پڑھا ہے

یہ سن کر نجد کے قاضی کا چہرہ فق ہوا فوراً
کوئی کلکِ رضا لے کر رضا کا شیر آیا ہے

یہ دامن ہے مجاہد کا یہ گلشن ہے مجاہد کا
اِدھر اشکوؤں کا دریا ہے ادھر جلوؤں کا سایہ ہے

نبی کو حاضر و ناظر سمجھ کر ان کا دیوانہ
اغثنی یا رسول اللہ کا نعرہ لگایا ہے

جبینِ آرزو میں عشق کے سجدے مچل اٹھے
نبی کی یاد کی چوکھٹ پہ دل نے سر جھکایا ہے

خدا کے جو ولی ہیں ان کو اہل اللہ کہتے ہیں
یہ غیر اللہ کا فتویٰ وہابی نے لگایا ہے

اسے مردِ مجاہد فخر سے کہتے ہیں اہل حق
کہ جس نے لشکرِ ابلیسیت کو روند ڈالا ہے

❖❖❖

منقبت حضور مجاہد ملت

جادۂ فکرو نظر کی سمت بتلاتے رہے
کاروانِ عشق کو منزل پہ پہنچاتے رہے
اپنی سانسوں میں بسا کر باغِ طیبہ کی بہار
نغمۂ صلِ اعلیٰ سے دل کو بہلاتے رہے
ان کے در سے خالی دامن کوئی جا سکتا نہیں
ان کے در سے دو جہاں کی نعمتیں پاتے رہے
آپ نے دیکھا نہیں مردِ مجاہد کا جلال
جن کی صورت دیکھ کر باطل بھی تھرّاتے رہے
آپ نے اسلاف کی تاریخ کو روشن رکھا
ہر عمل سے جوہرِ اسلاف دکھلاتے رہے
ہے لقب ان کا مجاہد اور نسب عباسیہ

اپنے کردار و عمل سے دین پھیلاتے رہے
ایک دن آئے تھے سرکار مجاہد میرے گھر
بس اسی دن سے ہم اپنے گھر پہ اتراتے رہے
کیا بھدوہی والے بھولیں گے کرامت آپ کی
آئینہ حسنِ ولایت کا جو دکھلاتے رہے
کیا نوازا ہے مجاہد نے الہ آباد کو
فخر سے اہلِ وفا ، آتے رہے جاتے رہے
کلکتہ کیا ہوڑہ کیا سارے ہندوستان میں
اہل سنت کے مدارس آپ بنواتے رہے
ممبئی ہو یا کہ باندہ ، چاہے گوپی گنج ہو
اہل سنت پر دعا کے پھول برساتے رہے
روح کی بیماریوں کا دم میں ہوتا ہے علاج
خانقاہِ عالیہ سے ہم شفا پاتے رہے
کیا تعجب ہے کہ مردہ دل کو مل جائے حیات
وہ نگاہِ کیمیا سے دل کو چمکاتے رہے
جو حبیبی قادری ہیں ان کی یہ پہچان ہے
بن کے شیشہ ظلم کے پربت سے ٹکراتے رہے
حضرتِ حاذق کا مصرع خوب نکلا عرس میں
''بحرِ ہستی میں جو طوفانوں سے ٹکراتے رہے''

❖❖❖

عرس مجاہد ملت

نصیبہ جگمگانا ہے ، مقدر آزمانا ہے
مجاہد تری چوکھٹ پر جبینِ دل جھکانا ہے

چراغِ عشق احمد سے چراغِ دل جلانا ہے
غمِ ہستی کی ہستی کو اسی صورت مٹانا ہے

شریعت کا حسیں تانا طریقت کا حسیں بانا
مجاہد کی حسیں سیرت میں کیسا تانا بانا ہے

رضا کا جشنِ صد سالہ ، ادھر عرس مجاہد بھی
ہمیں اک ساتھ دونوں عرس کو جم کر منانا ہے

مناتے ہیں رضا کا جشنِ صد سالہ مجاہد بھی
یہ روحانی روایت ہے، مجاہد کا گھرانا ہے

فضائیں گنگناتی ہیں ہوائیں دف بجاتی ہیں
ہر اک لب پر مجاہد کی عقیدت کا ترانہ ہے

نہ ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا
مجاہد تیری چوکھٹ سے مرا رشتہ پرانا ہے

❖❖❖

منقبت حضور مجاہد ملت

دل پر نہیں دلوں پہ حکومت کریں گے ہم
جب شیوۂ مجاہدِ ملت کریں گے ہم

روشن کتابِ زیست کی صورت کریں گے ہم
مدحِ نبی سے شرحِ محبت کریں گے ہم

تحریر ہو گئی ہے جو لوحِ حیات پر
اس حرفِ لازوال سے نسبت کریں گے ہم

پرواز کر رہی ہیں ابابیلِ آگہی
مسمار آج قصرِ رعونت کریں گے ہم

شاہینِ فکر ذہن کے غارِ حرا میں ہے
اب گنبدِ کرم کی زیارت کریں گے ہم

تہذیبِ مصطفیٰ کی اسالیب کے تحت
ہر سانس میں حضور کی مدحت کریں گے ہم

ایمان و آگہی کی حلاوت کے واسطے
ہر سانس میں حضور کی مدحت کریں گے ہم

❖❖❖

حضور حافظِ ملت محدث مبارکپوری

نبی کے نور سے معمور حافظِ ملّت
علوم دین سے بھرپور حافظِ ملّت
رضا و صدرِ شریعت کے علم کے وارث
جہانِ علم میں مشہور حافظِ ملّت
حدیثِ نور کی نورانیت کا ہے اعجاز
دل و دماغ ہے پُرنور حافظِ ملّت
نبی سے بغض و عداوت ہے جس کے سینے میں
ہیں اس کے سائے سے بھی دور حافظِ ملّت
پڑھائے قوم کے بچوں کو آخری دم تک
کتاب نور کے دستور حافظِ ملّت
سرور و کیف کا عالم نیاز و ناز کے ساتھ
خمار عشق سے مخمور حافظِ ملّت
خدا گواہ شریعت میں اک ذرا بھی کمی
نہ کرسکے کبھی منظور حافظِ ملّت
علومِ دین کے مصباح تیرے مصباحی
کریں گے جہل کو کافور حافظِ ملّت
حصارِ کفر و ضلالت کو توڑ کر اے حلیمؔ
کئے ہیں نور سے پُرنور حافظِ ملّت

❖❖❖

منقبت درشانِ حضور شیرِ بنارس

آدابِ شریعت میں ڈھل کر آقا کو پکارا کرتے ہیں
ایمان و عمل کی دنیا کو اس طرح نکھارا کرتے ہیں
گلزارِ شریعت کے مالی ، گلہائے طریقت کے والی
وہ دین کی خاطر جیتے ہیں ، دنیا سے کنارا کرتے ہیں
کیا شانِ ولایت ہوتی ہے یہ صاحبِ خرقہ سے پوچھو
جب رنگِ ولایت چڑھتا ہے ، جگنو کو ستارا کرتے ہیں
بگڑی ہوئی بنتے دیکھا ہے ، اک آن میں ان کے شیدا کی
تقدیر کے در کھل جاتے ہیں جب آپ اشارہ کرتے ہیں
موجوں سے ابھرنا کھیل نہیں ، لہروں کو کترنا کھیل نہیں
وہ بیچ بھنور سے کشتی کو، ساحل پہ اتارا کرتے ہیں
یہ اپنی اپنی قسمت ہے ، دربارِ ولایت میں آکر
کچھ لوگ نظارا کرتے ہیں کچھ لوگ نہارا کرتے ہیں
اک وجد کے عالم میں آ کر ، آئینۂ عرفاں پیشِ نظر
انگشتِ شہادت سے اپنی زلفوں کو سنوارا کرتے ہیں
عشاق بنارس کہتے ہیں ، فیضان سے دامن بھرتے ہیں
''ہم شہرِ بنارس کے در کا ہر روز نظارا کرتے ہیں''

❖❖❖

اشرف الاولیا سید مجتبیٰ اشرف
اشرف الجیلانی کچھوچھہ شریف

دل کی تختی پر لکھا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
کتنا اچھا لگ رہا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
دشمنان اولیا کے واسطے اے دوستو
بالیقیں تیر قضا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
ان کی چوکھٹ پر جھکا تو سرفرازی مل گئی
اونچے اونچوں نے لیا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
گر یقیں آئے نہ تم کو نام لے کر دیکھ لو
دافع رنج و بلا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
قادری ہے جام ان کا چشتیہ پیمانہ ہے
بے خودی دو آتشہ ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
نسبتِ آل نبی کافی ہے عظمت کے لئے
خلد پرور سلسلہ ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
آئینہ سا ان کا چہرہ یاد آتا ہے بہت
آئینہ خود بن گیا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
ہے یہ مخدومی گھرانہ ، عارفانہ ہے مزاج
نسلِ نوری کی عطا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام
اشرف سمناں کی نسبت سے حلیم خوش بیاں
مصطفی سے جوڑتا ہے مجتبیٰ اشرف کا نام

❖❖❖

منقبت در شانِ سراجِ ملت
علامہ سید شاہ سراج اظہر رضوی

آ تجھ کو دکھائیں لفظوں میں تنویر سراج ملت کی
فوٹو سے الگ ہم رکھتے ہیں تصویر سراج ملت کی
ساداتِ رسول اعظم کی توقیر سمجھ میں آئے گی
اک بار جو دل سے کر لے کوئی توقیر سراجِ ملت کی
وہ حسب ونسب میں سید ہیں اور علم وفضل میں جید ہیں
کیا خاک سمجھ پائے دنیا توقیر سراج ملت کی
خوشبوئے عشق شہ بطحیٰ لفظوں سے نکلتی رہتی تھی
قرآن و سنت سے روشن تقریر سراجِ ملت کی
جو باغیٔ اعلیٰ حضرت ہیں جو حاسدِ مفتی اعظم ہیں
تھی ان کے سروں پہ لٹکتی ہوئی شمشیر سراج ملت کی
جو خواب تھا اہل سنت کا اس خواب کی خاطر ہر لمحہ
پلکوں پہ درخشاں رہتی تھی تعبیر سراجِ ملت کی
جو قید ہوا وہ چھوٹ گیا دنیا کی غلامی سے اے حلیمؔ
زنجیرِ مدینہ سے ہے جڑی زنجیر سراجِ ملت کی

❖❖❖

نائب مجاہد ملت ماہر ہفت لسان
علامہ مفتی عاشق الرحمن حبیبی قادری

حق پرستی ، حق نوائی ، حق نگاہی ، حق شناس
سارے اوصافِ حمیدہ ، اک مجاہد کا لباس
وہ سراج السالکین ہیں ، وہ امام العارفین
ذکرِ حق روحی غذا ہے ، عارفہ بھوک پیاس
وہ مناظر ، وہ مفکر ، وہ مدبر ، وہ فقیہ
عزم و استقلال کی چٹان ہیں وہ بے قیاس
ان کے عرفان و تصوف کی نہیں کوئی مثال
ان کے حاسد اور مخالف ہوگئے خالی گلاس
خدمت دین نبی کی کیا حسیں تفسیر تھی
دشمنوں میں برقِ سوزاں اپنوں میں ریشم کپاس
وہ حبیب الرحمن بن کر آئے بزم ناز میں
اعلیٰ حضرت کے سپاہی دہر میں تھے بے قیاس
اک دبستانِ ولایت، اک شبستانِ حیات
مکتب عشق و محبت کے معلم ، خود شناس
ایسے عاشق کا تقدس کیا بیاں ہواے حلیمؔ
غوث وخواجہ اور رضا کے ہر گھڑی تھے آس پاس

❖❖❖

سرکار آسی پیا فیض العارفین

غوث الوریٰ کا نعریٰ لگا کر تو دیکھئے
اک بار ان کے در پہ بھی آکر تو دیکھئے
جس میکدے کے جام کو پیتے ہیں با صفا
اس میکدے میں دھونی رما کر تو دیکھئے
کیسے نہیں کھلیں گے تمناؤں کے گلاب
دامانِ آرزو کو بڑھا کر تو دیکھئے
کہتا ہے اپنے مرشد کامل سے ایک مست
اک جام معرفت کا پلا کر تو دیکھئے
در در بھٹکنے والوں سے کہتا ہے دردمند
آسی پیا سے آس لگا کر تو دیکھئے
دھل جائیں گے گناہوں کے سب داغ بالیقیں
دریائے معرفت میں نہا کر تو دیکھئے
پردے میں کیسا جلوہ ہے یہ دیکھنا ہو گر
آئینے سے نگاہ ملا کر تو دیکھئے
یہ فیض العارفین کا دریائے فیض ہے
دامن کو اس کی سمت بڑھا کر تو دیکھئے
ہر گام پر جلیں گے امیدوں کے سو چراغ
اک آسوی چراغ جلا کر تو دیکھئے
یادوں کو ان کی دل میں بسا کر تو دیکھئے
صحرائے غم میں پھول کھلا کر تو دیکھئے

❖❖❖

رئیس القلم علامہ ارشد القادری

ان کے عرس پاک کا منظر سہانا خوب ہے
بارشِ انوار و رحمت میں نہانا خوب ہے
یادگارِ قادری ہے بالیقیں فیض العلوم
علم دینِ مصطفیٰ کا کارخانہ خوب ہے
پیکر فرضِ کفایہ آپ کی اک ذات تھی
قرض اپنی قوم کا تنہا چکانا خوب ہے
سن کے نغمات رضا روتے تھے پہروں پھوٹ کر
ہر ادائے عشق پر آنسو بہانا خوب ہے
اے امینِ قوم و ملت اے امیر کارواں
تیری خدمات جلیلہ کا فسانہ خوب ہے
زلزلہ ، زیر و زبر جیسی کتابیں لاجواب
اہلِ سنت کے لئے علمی خزانہ خوب ہے
پاؤں کے چھالے نہ دیکھے پتھروں پر چل پڑے
یہ کہاں دیکھا سواری کا بہانہ خوب ہے
سیکڑوں کا کام تنہا کر دیا جس نے حلیمؔ
قاعدے سے دیکھ رنگِ قائدانہ خوب ہے

❖❖❖

علامہ ارشد القادری

خلافِ شرع اس نے کوئی سرنامہ نہیں لکھا
کہ جس سے آپسی ہو جائے ہنگامہ نہیں لکھا
ہمیشہ حرمت لوح و قلم کی پاسداری کی
کسی جاہل کو علامہ نے علامہ نہیں لکھا

....

ان کا قلم جلال دکھائے تو ''زلزلہ''
نوکِ قلم جمال پہ آئے تو ''لالہ زار''
تقریر ان کی سن کے یہ کہتے ہیں اہلِ بزم
کہتے ہیں ان کو معنوی کلکِ رضا کی دھار

❖❖❖

شارح بخاری علامہ
مفتی شریف الحق امجدی

منقبت کیسے لکھوں کیسے قصیدہ لکھوں
اپنے ممدوحِ مکرم کا سراپا لکھوں
خامۂ عجز بتا وصف میں کیا کیا لکھوں
پیکرِ علم لکھوں حلم کا دریا لکھوں
جن کو سب لوگ فقاہت کا گھر کہتے ہیں
جن کے افکار کو تابندہ قمر کہتے ہیں

اہلِ سنت کی چمکتی ہوئی تلوار لکھوں
وادئ علم میں اک علم کا مینار لکھوں
ان کے کردار کو اسلاف کا کردار لکھوں
امجدی فہم و تدبر کا بھی شہکار لکھوں
وہ طریقت کے جمال اور شریعت کے جلال
ان کے استاذ بھی رکھتے تھے یہی حسنِ خیال

درس و تدریس میں ہر لمحہ بسر جس نے کیا
خدمتِ دیں کے تصور میں سفر جس نے کیا
سامنا جہل سے بے خوف و خطر جس نے کیا
نجد کے بندوں کو بھی زیر و زبر جس نے کیا
شاخِ بدعات پہ چلتے رہے آرا بن کر
خرمنِ کفر کو پھونکا ہے شرارہ بن کر

ہم انہیں صدرِ شریعت کی عطا کہتے ہیں
ہم انہیں مفتئ اعظم کی دُعا کہتے ہیں
اعلیٰ حضرت کی عنایات و رضا کہتے ہیں
اپنے اسلاف کے جلووں کی ادا کہتے ہیں
اہلِ سنت کے لئے آہنی دیوار ہوئے
اہلِ سنت کی نئی نسل کے معمار ہوئے

❖❖❖

پاسبانِ ملت علامہ مشتاق نظامی

شعور و فکر و سخن کو کمال دے کے چلے
ہر ایک گام پہ سوزِ بلال دے کے چلے
قلم کو عظمتِ شمشیر کا مقام ملا
زباں کو ندرت جاہ و جلال دے کے چلے
غرورِ شرک و ضلالت کا سر قلم کر کے
نئ حیات کو روشن مثال دے کے چلے
امیرِ شہرِ خطابت کو کس طرح بھولیں
کلیمِ وقت کو حسنِ مقال دے کے چلے
وہ ایک جہدِ مسلسل کے قافلہ سالار
ہر اک محاذ پہ فولادی ڈھال دے کے چلے
حلیمؔ بزمِ شبستاں میں اب نکھار کہاں
ہمارے قلب کو درد وملال دے کے چلے

❖❖❖

حضور تاج الشریعہ

بنا کر مطلعٔ فکر و نظر تاج الشریعہ کا
قلم لکھ دے قصیدہ جھوم کر تاج الشریعہ کا
امام احمد رضا اور مفتیٔ اعظم کے نائب ہیں
ہے فکری دبدبہ ہر قلب پر تاج الشریعہ کا
امام احمد رضا کے چرخِ عظمت کا وہ سیارہ
ستارہ معرفت کا ہے اوج پر تاج الشریعہ کا
وہ سب کو بھول جائے بس انہیں کو دیکھتا جائے
رخِ زیبا جہاں آئے نظر تاج الشریعہ کا
ہمارے عہد کے ہر مفتی کسبِ فیض کرتے ہیں
ہر اک فتویٰ ہے ایسا معتبر تاج الشریعہ کا
نہیں ذرہ برابر جھول ان کے کارِ افتا میں
ہے ایسا نقش ہائے کل الحجر تاج الشریعہ کا
سوائے ربِّ کعبہ کے بفیضِ سرورِ عالم
کسی در پر نہیں جھکتا ہے سر تاج الشریعہ کا
ہے قرآں اور حدیثِ مصطفی کے نور سے روشن
دیوانہ دیکھ کر آیا ہے گھر تاج الشریعہ کا
ہزاروں غیر مسلم دیکھ کر ایمان لے آئے
ولایت کے اثر کا یہ اثر تاج الشریعہ کا

عجائب گھر میں بھی تاجِ شریعت مل نہیں سکتا
ہے ایسا تاج زریں تاجِ سر تاج الشریعہ کا
ہوئے مہمانِ کعبہ اور بنے ہیں فخر ازہر بھی
کوئی دیکھے مقدر اوج پر تاج الشریعہ کا
کوئی خطہ نہیں مخصوص ان کا ہر علاقہ ہے
اِدھر تاج الشریعہ کا اُدھر تاج الشریعہ کا
ہزاروں پیر تارے ہیں تو شمس بازغہ اختر
طریقت کے شجر کا ہر ثمر تاج الشریعہ کا
جو سنی پیر ہیں سب لائق تعظیم و عظمت ہیں
یہ جملہ یاد رکھنا معتبر تاج الشریعہ کا
نیابت غوث وخواجہ اور رضا کی کس کو حاصل ہے
زباں پر نام آیا بے خطر تاج الشریعہ کا

❖❖❖

چاند جیسے اکیلا تاروں میں
ازہری ویسے ہیں ہزاروں میں
اعلیٰ حضرت کے فیض باطن سے
حل کیے مسئلے اشاروں میں

❖❖❖

شبِ قدر

اللہ رے کیا خوب ہے انعامِ شب قدر
ہر لحظہ فلک تاب ہے اکرامِ شبِ قدر
اس بندۂ مومن کے لیے توشۂ جنت
جو دل سے کیا کرتا ہے اکرامِ شبِ قدر
تم عشرۂ آخر کی شبِ طاق میں ڈھونڈو
آئے گا نظر زیرِ فلک بامِ شب قدر
اک رات کے دامن میں ہیں انعام ہزاروں
بالا ہے ہر ایک فہم سے افہامِ شبِ قدر
تقدیس کے ابواب کھلے جس کی جلو میں
آتا ہے لبِ قدسی پہ بھی نامِ شبِ قدر
کرتی ہے ندا رب کی تجلی سرِ افلاک
اے بندہ بے دام سمجھ دامِ شب قدر
قرآن مبیں اترا ہے آغوشِ کرم میں
یہ فیض و عطا اور یہ انعامِ شب قدر
اک لمحہ بھی کرتے نہیں ضائع کسی صورت
جن لوگوں کو معلوم ہیں احکامِ شب قدر
شیشے میں مہِ نور کے اترا ہے جو صائم
والفجر اسے کہتا ہے گلفامِ شبِ قدر
اے تشنہ لبی ہوش میں آ، صبر سے لے کام
مخصوص ہے صائم کے لیے جامِ شب قدر
لکھ صومیہ اسلوب کے پردے میں حلیمؔ اب
مل جائے ہر اک فرد کو پیغامِ شب قدر

جشنِ فتح مکہ

(۲۲؍رمضان المبارک ۸ ہجری مطابق ۶۳۰ء)

سن کر کعبہ مچل اٹھا تھا چرچا فتحِ مکہ کا
چشمِ فلک بھی دیکھ کے حیراں جلوہ فتحِ مکہ کا

فاتحِ اعظم، سرورِ عالم کے قدموں کی برکت ہے
ایک نیا منشور بنا ہے تحفہ فتحِ مکہ کا

تاریخِ فتحِ مکہ کا جشن مناؤ دیوانو!
تاکہ نسلیں بھول نہ پائیں رتبہ فتحِ مکہ کا

عہدِ جہالت ختم ہوا، توحید کے غنچے مسکائے
کعبے کی چھت پر لہرایا جھنڈا فتحِ مکہ کا

کافرومشرک، ظالم وجابر دیکھ کے ایماں لے آئے
ایسا دل پر نقش ہوا تھا سورہ فتحِ مکہ کا

پھر سے بنونجار کی کلیاں بدرو اعلینا گاتی ہیں
گونج رہا ہے ہر اک گھر میں نغمہ فتحِ مکہ کا

پتھر کو بھی پھول بنا دے اسلامی اخلاق وسلوک
بدلے کا مفہوم بدل دے، بدلہ فتحِ مکہ کا

دین مکمل رب نے کیا اور نعمت پوری فرمادی
پڑھ کر دیکھو پیارے نبی کا خطبہ شہر مکہ کا

جاء الحق و زھق الباطل کا جیسے اعلان ہوا
سن کر باطل کانپ اٹھا تھا جملہ فتحِ مکہ کا

کعبہ بتوں سے پاک ہوا اور پہنا پہلی بار غلاف
کعبے کو بھی ملا ہے گویا تحفہ فتحِ مکہ کا

بھول چکی ہے قوم ہماری اپنی روایت آج حلیمؔ
بائیسویں روزے میں کرنا جلسہ فتحِ مکہ کا

جشنِ قرآن وتراویح

جشنِ قرآن مناؤ تو عبادت ہوگی
رب کا فرمان سناؤ تو عبادت ہوگی

ہے تراویح کا پُرنور سماں مسجد میں
سر کو سجدے میں جھکاؤ تو عبادت ہوگی

در بدر یونہی بھٹکنے سے بھلا کیا حاصل
رب کے دربار میں آؤ تو عبادت ہوگی

لیلۃ القدر میں قرآنِ مقدس کا نزول
رحلِ ایماں پہ سجاؤ تو عبادت ہوگی

اس سے بڑھ کر نہیں دنیا میں ہدایت کی کتاب
اس کو سینے سے لگاؤ تو عبادت ہوگی

ایک اک حرفِ تلاوت میں ہے ستر نیکی
اپنے بچوں کو پڑھاؤ تو عبادت ہوگی

نورِ قرآں سے عقیدے کو منور کرکے
نقشِ اوہام مٹاؤ تو عبادت ہوگی

کفر و بدعات کے بڑھتے ہوئے طوفانوں میں
شمعِ قرآن جلاؤ تو عبادت ہوگی

حسنِ ایماں سے مصفا ہو عمل کی دنیا
آئینہ بن کے دکھاؤ تو عبادت ہوگی

غیبت و جھوٹ سے، عیاری و مکاری سے
اپنے روزوں کو بچاؤ تو عبادت ہوگی

جس میں روزے کا تقدس کہیں پامال نہ ہو
ایسا ماحول بناؤ تو عبادت ہوگی

عشقِ سرکارِ مدینہ کے اجالے میں حلیمؔ
صومیہ شعر سناؤ تو عبادت ہوگی

قطعاتِ امام حسین

شاہِ بطحیٰ کے نورِ عین حسین
فاطمہ زہرہ کے ہیں چین حسین
ساری دنیا میں اک یزید نہیں
سارے عالم میں ہیں حسین حسین

❖

سوئے کربل سے کوئے جنت تک
کربلا کا امام کافی ہے
سو یزیدوں کے واسطے یارو
اک حسینی غلام کافی ہے

❖

تیر کھانا حسین سے سیکھو
گھر لٹانا حسین سے سیکھو
دینِ رحمت کی آبرو کے لیے
سر کٹانا حسین سے سیکھو

❖❖❖

قطعات شہیدانِ کربلا

حرف جب آنے لگے عظمتِ انسانی پر
نام شبیر کا لکھ دیجئے پیشانی پر
کشتیٔ دین تو غرقاب ہوئی جاتی تھی
دینِ اسلام کھڑا ہے تری قربانی پر

❖

بہشت عشق مدینہ سے کربلا تک ہے
صراطِ نورِ ازل عرشِ کبریا تک ہے
عجیب سجدہ جبین حسین میں چمکا
رسولِ پاک کے ہونٹوں پہ مرحبا تک ہے

❖

نماز آئی ہے جس گھر میں وہ نمازی ہے
شہیدِ ناز کے کنبے کا تنہا غازی ہے
سلام عابد بیمار تیری عظمت پر
کہ تجھ سے گلشن ایماں کی سرفرازی ہے

❖❖❖

قطعات کربلا

سارے منافقین ستمگر سے جا ملے
جو اہلِ حق تھے آلِ پیمبر سے جا ملے
بائیس ہزار فوج سے حر نے یہ کہہ دیا
ہم خوش نصیب ہیں کہ بہتّر سے جا ملے

❖

چراغِ کرب و بلا کا عجب جھماکہ ہے
ستارۂ شبِ عاشور محوِ سجدہ ہے
فرشتگانِ فلک کہہ اٹھے طلوع فجر
نمازِ عشق کے سجدے کا یہ نمونہ ہے

❖

جنت جو دیکھنی ہو تو چلئے فرات پر
بکھری ہوئی ہے خلد کی تعبیر ہر طرف
چل کر گلوئے ناز پہ سبطِ رسول کے
رسوا ہوئی ہے شمر کی شمشیر ہر طرف

❖❖❖

قطعات حسنیہ

اہلِ ایماں کی عید ہوتی ہے
ناصبی پر وعید ہوتی ہے
جو حسینی نہیں یزیدی ہیں
ان کی مٹی پلید ہوتی ہے

❖

بے خودی پر حسین کا قبضہ
آگہی پر حسین کا قبضہ
موت آتی نہیں شہیدوں پر
زندگی پر حسین کا قبضہ

❖

ظلم کو وہ زوال دیتے ہیں
صبر کو وہ کمال دیتے ہیں
جن کو کہتے ہیں ہم امام حسین
ہر مصیبت وہ ٹال دیتے ہیں

❖

دل میں ایمان کے اجالے ہیں
ان کے کردار بھی نرالے ہیں
کیا یزیدوں کا خوف ہو ہم کو
ہم حسینی مزاج والے ہیں

❖❖❖

قطعات حسنیہ

ساری دنیا کے لئے اک استعارہ ہیں حسین
زندگی ہے اک سمندر اور کنارہ ہیں حسین
امتیازِ حق و باطل کو سمجھنے کے لئے
ایک میزانِ ہدایت کا منارہ ہیں حسین

❖

سرمایۂ افلاک ہوئے پنجتنِ پاک
سب صاحب ادراک ہوئے پنجتنِ پاک
کیا خاک سمجھ پائیں گے یہ خاکِ صفت لوگ
انوار کی پوشاک ہوئے پنجتنِ پاک

❖

نور کا اک سلسلہ چلتا ہے نور العین سے
پوچھئے یہ پنجتن سے جانئیے حسنین سے
ان کے قدموں سے ملے گی دو جہاں کی خسروی
جس نے دل سے رشتہ جوڑا سرورِ کونین سے

❖

غمِ حیات کو تازہ شعور مل جائے
تبسم علی اصغر کا نور مل جائے
اے موت پیچھے کھڑی رہ یہ دشتِ کربل ہے
حیاتِ تشنہ کو جامِ طہور مل جائے

❖❖❖

قطعات کربلائی

دیں کی خاطر سر کٹانے کی روایت ہیں حسین
آیتِ تطہیر کی بیشک تلاوت ہیں حسین
ظلم کا سر کاٹ دینا صبر کی تلوار سے
راہِ حق میں مر کے جینے کی علامت ہیں حسین

❖

خاندانِ نبی کا ہر بچہ
سر سے پا تک دلیر ہوتا ہے
یہ کہاوت نہیں حقیقت ہے
شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے

❖

ہر ایک ظلم کا ہوگا زوال کربل میں
حسینی صبر بنا حق کی ڈھال کربل میں
فنا کے گھاٹ اتر جائے گی یہ قوم یزید
جو دیکھنا ہو تو دیکھو زوال کربل میں

❖

سجدے کی تڑپ بڑھ گئی اکبر کی اذاں سے
اس لہجے میں نانا کی صدا آئی کہاں سے
حق اپنی نشانی کو دکھایا سرِ کربل
اسلام ہویدا ہوا ، رحمت کے مکاں سے

❖

قطعاتِ اصحابِ کربلا

تاجداروں کے تاجدار حسین
شہر ایماں کے شہر یار حسین
ان پہ اسلام کیوں نہ فخر کرے
دینِ حقہ کے افتخار حسین

❖

وہ تشنگی جو سمندر عبور کر جائے
لبِ فرات سے اٹھے نبی کے گھر جائے
تبسم لب اصغر کی تشنگی کی قسم
مزاجِ کوثر و تسنیم میں اتر جائے

❖

دلبر فاطمہ ، حسین و حسن
نازشِ مرتضیٰ ، حسین و حسن
راحت قلبِ سید کونین
نورِ شاہِ ہدیٰ ، حسین و حسن

❖

بات کی اصل مصطفائی ہے
فکر کی نخل مرتضائی ہے
دیکھ آغوشِ فاطمہ میں حلیمؔ
ساری سمٹی ہوئی خدائی ہے

❖❖❖

سلطان الہند غریب نواز

خوشبوئے پنجتن غریب نواز
آبروئے چمن غریب نواز
آپ کے نقشِ پا پہ قرباں ہے
اپنا پیارا وطن غریب نواز

❖

باغِ زہرا کے پھول ہیں خواجہ
آرزوئے بتول ہیں خواجہ
حسنِ حسنین ظلِ مولا علی
حق ، عطائے رسول ہیں خواجہ

❖

عرس یہ سات سو چھیاسی ہے
عالمِ کفر میں اداسی ہے
اپنے چھاگل سے کچھ پلائیں حضور
آج انسانیت پیاسی ہے

❖❖❖

قطعات رضویہ

حاصل جسے بھی مسلک احمد رضا نہیں
وہ صلح کلیت کی وبا سے بچا نہیں
خود نامراد ہو گئی دنیائے نجدیت
لیکن رضا کے عشق کا پرچم جھکا نہیں

❖

عشق سرکارِ مدینہ ہے اک ایسا آئینہ
اس سے بہتر ہو نہیں سکتا مصفا آئینہ
حنفیت کے نام سے دھوکا سے بچنے کے لیے
پاس رکھئے مسلک احمد رضا کا آئینہ

❖

نگاہِ سرورِ عالم کے انتخاب رضا
ہیں غوث و خواجہ کے گلدان کے گلاب رضا
وہی مجدد اعظم ہیں عصر حاضر کے
ہر اک سوال کا بھرپور ہیں جواب رضا

❖

نور و رحمت کی جلوہ گاہ میں چل
جنت عشق کی پناہ میں چل
اپنا ایمان گر بچانا ہو
اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں چل

❖

عاشق سید ابرار ہیں اعلیٰ حضرت
نائب احمد مختار ہیں اعلیٰ حضرت
اہل ایماں کے لیے پھول کی پتی ہیں مگر
باغیوں کے لیے تلوار ہیں اعلیٰ حضرت

❖

یہ نہ پوچھ میرے ہمدم کیا مقام ہے رضا کا
ہوا دم بخود زمانہ وہ کلام ہے رضا کا
جسے مصطفیٰ نے بخشا ہے قبولیت کی منزل
جو جہاں میں گونجتا ہے وہ سلام ہے رضا کا

❖

حسد کی پٹّی بندھی ہے تمہاری آنکھوں پر
یہی سبب ہے کہ روشن سا خواب لا نہ سکے
رضا و مفتئ اعظم کی بات رہنے دو
تم ازہری کا بھی کوئی جواب لا نہ سکے

❖

کرنے سیراب وادیٔ ہستی
بحر رحمت کی موج نکلی ہے
لے کے ہاتھوں میں پرچم سنت
اعلیٰ حضرت کی فوج نکلی ہے

❖

امتِ حق دبنگ ہوتی ہے
نور و رحمت کے سنگ ہوتی ہے
یہ حقیقت ہے اہل باطل سے
اہل سنت کی جنگ ہوتی ہے

❖

دیو کے بندوں کو پچھاڑیں گے
کھیل نجدی کا ہم بگاڑیں گے
اعلیٰ حضرت کے جو بھی دشمن ہیں
ان کی بنیاد ہم اکھاڑیں گے

❖

خار اور گل میں کیسا یارانہ
ان بہاروں کا بائیکاٹ کرو
جس میں مذہب سے سودا بازی ہو
ان اداروں کا بائیکاٹ کرو

❖

کیا رشتہ ہے اللہ کے اس شیر سے رشتہ
دنیا کو سمجھ آئی بہت دیر سے رشتہ
اس رشتے سے سرکارِ بریلی کو سمجھئے
بغداد سے ، مارہرہ سے اجمیر سے رشتہ

❖

اپنے مسلک کا دل سے کام کرو
مشربی جنگ کو تمام کرو
عصر حاضر کا یہ تقاضہ ہے
خانقاہوں کا احترام کرو

❖

چاند جیسے اکیلا تاروں میں
ازہری ویسے ہیں ہزاروں میں
اعلیٰ حضرت کے فیض باطن سے
حل کیے مسئلے اشاروں میں

❖

اہل سنت کے باغباں بن کر
چمن سنیت کو سینچیں گے
جو بھی گستاخ ازہری ہوگا
اس کی چمڑی ضرور کھینچیں گے

❖

جو اعلیٰ حضرت کے مسلک پہ چلنے والے ہیں
وہی زمانے کا نقشہ بدلنے والے ہیں
انہیں نگل نہیں سکتا ہے کفر کا اجگر
رضا کے تیشے سے ہم سر کچلنے والے ہیں

❖

مصطفےٰ والو سے پوچھو نور و رحمت کا مزاج
اولیائے حق بتائیں گے خشیت کا مزاج
ملحد و مرتد پہ شدت ، جوہرِ ایمان ہے
بس اسی رخ سے سمجھ لو اعلیٰ حضرت کا مزاج

❖

اہل سنت کے پیر آئے ہیں
خانقاہی وزیر آئے ہیں
غوث و خواجہ رضا کی نسبت سے
روشنی کے سفیر آئے ہیں

❖

جو جلوہ دیکھنا ہو غوثِ اعظم کی کرامت کا
وہ چہرہ دیکھ لے ایک بار میرے اعلیٰ حضرت کا
بہ فیض غوثِ اعظم ، خواجۂ اجمیر کے صدقے
رہے گا گا بول بالا دوجہاں میں اہل سنت کا

❖

قطعات حبیبیہ بحضور مجاہد ملت

کہہ رہے ہیں مجاہد ملّت
جذبۂ عشق کم نہیں ہوتا
جو حبیب خدا پہ مرتے ہیں
ان کو مرنے کا غم نہیں ہوتا

❖

مقتدا ہیں مجاہد ملّت
باصفا ہیں مجاہد ملّت
کاروانِ رہ شریعت کے
رہنما ہیں مجاہد ملّت

❖

ان کی قربانیاں ہیں بیش بہا
کوئی سنی بھلا نہیں سکتا
ان کے جیسا مجاہد ملّت
عصرِ حاضر دکھا نہیں سکتا

❖

لمحہ لمحہ ہے اک صدی کی طرح
لحظہ لحظہ ہے زندگی کی طرح
دیکھ کر جس کو یاد آئے خدا
آدمی ہے وہ جنتی کی طرح

❖

غوث و خواجہ رضا کے جلووں کا
سلسلہ ہیں مجاہد ملّت
اس میں ہستی سنوار لو اپنی
آئینہ ہیں مجاہد ملّت

❖

گفتارِ مجاہد ہو کہ کردار مجاہد
آئینہ اسلاف ہیں سرکارِ مجاہد
بس ان کی محبت مرے سینے کو عطا کر
اللہ بنا دے مجھے بیمارِ مجاہد

❖

کیا عشق کا بازار لگا دھام نگر میں
دربار مجاہد کا سجا دھام نگر میں
یہ دیکھ کے کہتے ہیں اسیران مجاہد
جا اپنے مقدر کو جگا دھام نگر میں

❖

آتی ہے مدینے سے صبا دھام نگر میں
چھائی ہوئی رحمت کی گھٹا دھام نگر میں
بغداد کا توشہ ہے تو اجمیر کا تحفہ
ہر ایک سے ہے تار جڑا دھام نگر میں

❖

احکامِ شریعت پہ تو چلنے کی ادا سیکھ
سرکارِ مجاد سے سنبھلنے کی ادا سیکھ
ظلمات کے پھندے میں گرفتار ہے تو سن
آ ، مرشد برحق سے نکلنے کی ادا سیکھ

❖

غوث کے در سے ہے مربوط ولایت ان کی
خواجہ اجمیر سے وابستہ ہے نسبت ان کی
ہے شریعت کے مصلے پہ طریقت کی نماز
انگلیاں تھام کے نکلی ہے کرامت ان کی

❖

نوارِ عشق میں گونجی صدا مجاہد کی
تنی ہے چادرِ فیض و عطا مجاہد کی
ادا کی عابد بیمار کی حسین سنت
لپٹ کے روتی تھی زنجیر پا مجاہد کی

❖

مرکزِ رازِ حقیقت ، خانقاہِ عالیہ
منبعِ نورِ شریعت ، خانقاہِ عالیہ
غوث وخواجہ اور رضا کا ہر عقدہ صاف صاف
پیش کرتی ہے شہادت خانقاہِ عالیہ

❖

احمد رضا کے شیر کا دربار دیکھنا
اک بار ہی نہیں اسے سو بار دیکھنا
جس نام سے لرزتی ہے دنیائے تجدیت
وہ ہے حبیبِ رحماں کی للکار دیکھنا

❖

اہل سنت کی نظر میں اک مجلیٰ آئینہ
اعلیٰ حضرت کی بشارت کا مصفیٰ آئینہ
مردِ حق ، مردِ مجاہد، سنیت کے پاسباں
پتھروں کو توڑ دے احمد رضا کا آئینہ

❖

رشتہ اہل سنن سے جوڑ دیا
نجدیت کے صنم کو توڑ دیا
اعلیٰ حضرت کے ایک مجاہد نے
پنجۂ ظلم کو مروڑ دیا

❖

ہماری دنیائے سنیت کو سجا رہے ہیں حبیب ملت
شہِ مجاہد کے مے کدہ سے پلا رہے ہیں حبیب ملت
مرے مجاہد کا خواب کہئے ، انہیں حبیبی گلاب کہیے
حبیب رحماں کا خاص صدقہ لٹا رہے ہیں حبیب ملت

❖

نجدیت میں زلزلہ آتا ے جن کے نام سے
جن کا سینہ تھا بھرا عشق نبی کے جام سے
مسلکِ احمد رضا کے وہ مکمل ترجماں
ایک لمحہ کے لیے بیٹھے نہیں آرام سے

❖

جانِ مریداں شمع ہدایت، شانِ مجاہد زندہ باد
پیر کامل، میر شریعت، شان مجاہد زندہ باد
مانگنے والے سب کچھ پائیں، خالی آئیں بھر کر جائیں
آپ کی ایسی شانِ ولایت، شانِ مجاہد زندہ باد

❖

برس رہی ہیں نور کی کرنیں دھام نگر کی دھرتی میں
جاری ہیں فیضان کی لہریں دھام نگر کی دھرتی میں
قادری، چشتی ، رضوی ، حبیبی جھوم رہے ہیں مستی میں
کھلتی ہیں تقدیر کی گرہیں، دھام نگر کی دھرتی میں

❖